26 رجب 1442 ہجری قمری • 11 امان 1400 ہجری شمسی • 11 مارچ 2021ء
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22

اِذۡ بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ
فَیَنۡزِلُ عِنۡدَ الۡمَنَارَۃِ الۡبَیۡضَآءِ شَرۡقِیَّ دِمَشۡقَ

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے مشرقی جانب ایک سفید منارے کے پاس نزول فرماہوں گے (مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدّجال)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے :

’’قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے دمشق سے ٹھیک ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم)
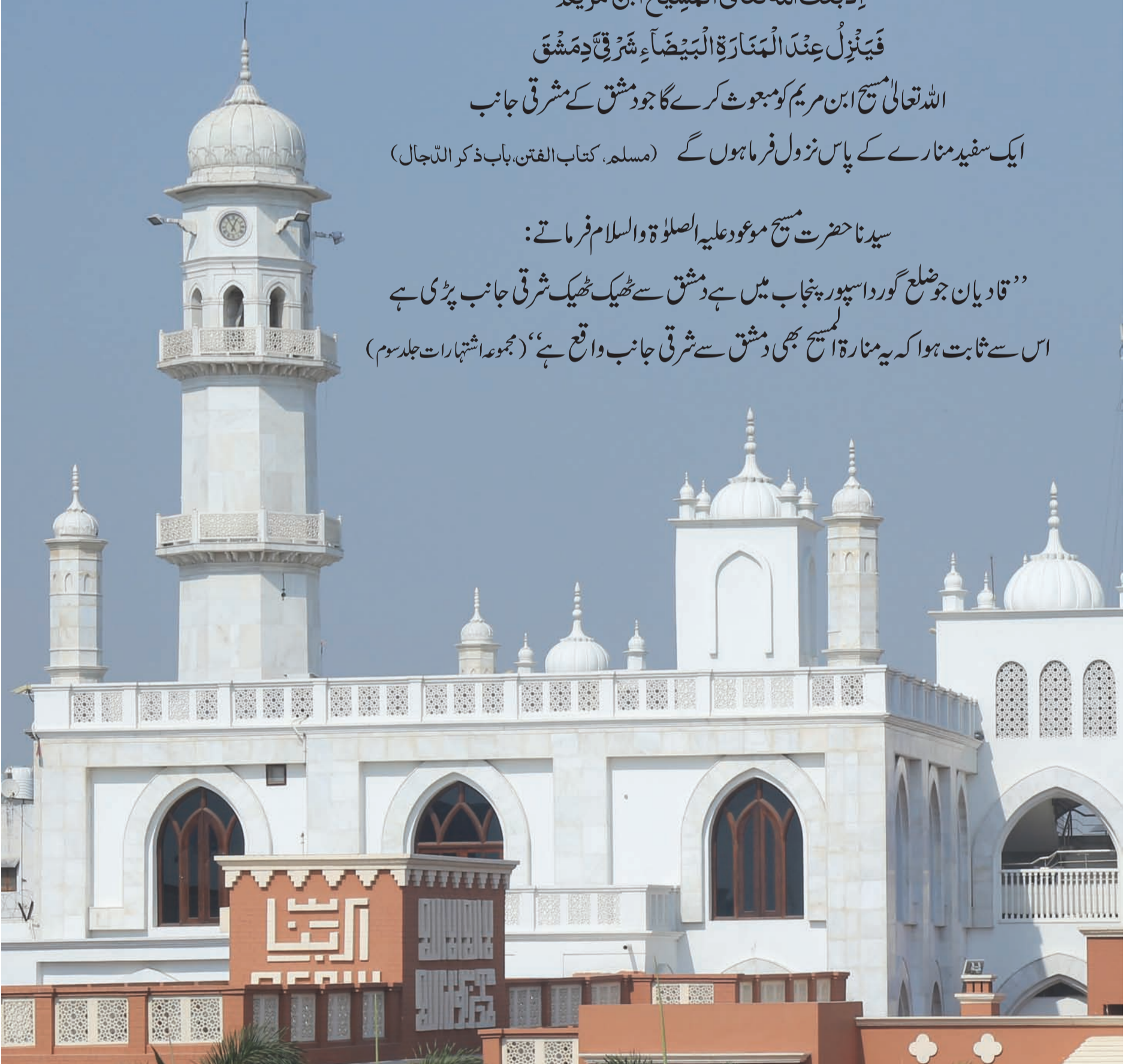
مسجد اقصیٰ (قادیان)

مسجد مبارک (قادیان)

بیت العافیت (المیرے، ہالینڈ)

مسجد دار السلام (ساؤتھ ہال، یو۔کے)

مسجد محمود (سویڈن)

مسجد بیت النصیر (آگس برگ، جرمنی)

مسجد بیت المقیت (والسال، یو۔کے)

مسجد مبارک (ویزبادن، جرمنی)

جماعت احمدیہ عالمگیر آج دنیا کے 213 ممالک میں قائم ہو چکی ہے الحمدللہ، دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر ہونے والی چند مساجد کی خوبصورت تصاویر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِي العَالَمِ ❁ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

کتاب سِرُّ الخِلَافَة کی غلطیاں نکالنے پر فی غلطی ایک روپیہ انعام

اس سے قبل ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک خاص عداوت تھی۔انہوں نے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا تھا اور کوئی شک نہیں کہ انہوں نے اپنے ریویو میں بہت ہی پُرزور الفاظ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ کی تائید کی تھی۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقبولیت اور براہین احمدیہ کی شہرت کی وجہ محمد حسین کا ریویو نہ تھا بلکہ براہین کی شہرت کی وجہ سیدھا دلوں میں پیوست ہونے والے اس کے محکم دلائل تھے اور مسیح موعود علیہ السلام کی مقبولیت کی وجہ آپ کی نیکی اور تقویٰ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کے وجود میں ودیعت ایک بے پناہ رُوحانی کشش اور ایک خاص جاذبیت تھی، علاوہ ازیں ایک بڑی وجہ آپؑ کی مقبولیت کی یہ تھی کہ آپؑ اسلام کے ایک زبردست پہلوان اور بے بدل جرنیل تھے جس کے سامنے کسی کو کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔محمد حسین کی بدقسمتی ہے کہ وہ براہین کی شہرت کی وجہ اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقبولیت کا سبب اپنے ریویو کو سمجھتا رہا۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1890ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو محمد حسین بگڑ گیا کہ مجھ سے مشورہ کئے بغیر اس نے کس طرح مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔طویل بحث و مباحثہ کے بعد محمد حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا :

’’(اشاعۃ السنہ) کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو (یعنی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو۔ناقل) دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 386)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں محمد حسین بٹالوی نے اپنے آپ کو اور اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کو وقف کر دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں جواب میں لکھا کہ :

’’مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں......کل مَیں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا کہ مَیں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔اور اس کے ساتھ مجھے الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔سو مَیں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی حجت ظاہر کر دے گا۔مَیں آپ کے لئے دُعا کرونگا، مگر ضرور ہے کہ جو آپ کے لئے مقدر ہے وہ سب آپ کے ہاتھ سے پورا ہو جائے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 386)

ہمیں افسوس ہے کہ محمد حسین بٹالوی کی مخالفت کا طریقہ بہت اوچھا اور گھٹیا تھا۔اس میں اخلاص نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں محمد حسین تمام اخلاقی حدود کو پھلانگ گئے۔جھوٹ کا بے دریغ استعمال کیا۔ان کے جھوٹے الزامات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم عربی اور علم قرآن سے بالکل نابلد ہیں۔اس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں بالمقابل قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔کتاب کرامات الصادقین اور نور الحق فصیح و بلیغ عربی میں تحریر فرمائی اور اس جیسی کتاب لکھنے کا چیلنج دیا اور اس کے لئے بھاری بھرکم انعامات بھی رکھے، اس کا ذکر ہم گزشتہ کئی شماروں میں کر چکے ہیں۔اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی فصیح و بلیغ میں کتاب ”سِرُّ الخلافہ“ تصنیف فرمائی اور اس کے لئے ستائیس روپے کا انعام رکھا۔اور اس کی غلطیاں نکالنے پر فی غلطی ایک روپے کا انعام رکھا۔پھر اس انعام کو بڑھا کر آپ نے دو روپے کر دیا۔ذیل میں اس انعامی چیلنج کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ پیش ہیں۔آپؑ محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

نہایت خیر خواہی کی راہ سے پھر میں آخری دعوت کرتا ہوں اور پہلے رسالوں کے مقابلہ سے نومید ہو کر رسالہ سر الخلافہ کی طرف شیخ صاحب کو بلاتا ہوں۔آپ کے لئے ستائیس دن کی میعاد اور ستائیس روپیہ نقد کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور میں اس پر راضی ہوں کہ یہ روپیہ آپ ہی کے سپرد کروں اگر آپ طلب کریں اور ہم نہ بھیجیں تو ہم کاذب ہیں۔ہم پہلے ہی یہ روپیہ بھیج سکتے ہیں مگر آپ اقرار

ہفت روزہ بدر ”مسیح موعودؑ نمبر“

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

شائع کر دیں کہ میں ستائیس دن میں رسالہ بالمقابل شائع کر دوں گا۔اگر آپ اس مدت میں شائع کر دیں تو آپ نے نہ صرف ستائیس روپیہ انعام پایا بلکہ ہم عام طور پر شائع کر دیں گے کہ ہم نے اتنی مدت جو آپ کو شیخ شیخ کر کے پکارا اور مولوی محمد حسین نہ کہا یہ ہماری سخت غلطی تھی بلکہ آپ تو فی الواقع بڑے فاضل اور ادیب ہیں اور اس لائق ہیں کہ جو حدیث کے آپ معنے سمجھیں وہی قبول کئے جائیں۔

اب دیکھو کہ کس قدر آپ کو اس میں فتح میسر آتی ہے اور پھر بعد اس کے کچھ بھی حاجت نہیں کہ آپ روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے لوگوں کو تکلیف دیں یا اس نوکری سے استعفاء دینے کے لئے طیار ہو جائیں کیونکہ جب آپ نے میرا مقابلہ کر دکھایا تو میرا الہام جھوٹا کر دیا تو اس صورت میں میرا تو کچھ باقی نہ رہا۔پس آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر آپ کو علم عربی میں کچھ بھی دخل ہے ایک ذرّہ بھی دخل ہے تو اب کی دفعہ تو ہرگز منہ نہ پھیریں اور اگر اس رسالہ میں کچھ غلطیاں ثابت ہوں تو آپ کے بالمقابل رسالہ کی غلطیوں سے جس قدر زیادہ ہوں گی فی غلطی ایک روپیہ آپ کو دیا جائیگا پچیس جولائی 1894 تک اس درخواست کی میعاد ہے۔اگر آپ نے 25 جولائی 1894 تک یہ درخواست چھاپ کر بذریعہ کسی اشتہار کے نہ بھیجی تو سمجھا جاوے گا کہ آپ اس سے بھی بھاگ گئے۔ (سِرُّ الخلافہ رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 417)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعد میں اس انعام کو بڑھا کر دو روپیہ کر دیا۔لیکن غلطی نکالنے اور انعام لینے کیلئے آپ نے بعض ضروری شرطیں مقرر فرمائیں۔اس تعلق میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اکثر جلد باز نکتہ چین خاص کر شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہماری عربی کتابوں کو عیب گیری کی نیت سے دیکھتے ہیں بباعث ظلمت تعصب کاتب کے سہو کو بھی غلطی کی مد میں ہی داخل کر دیتے ہیں لیکن درحقیقت ہماری صرفی یا نحوی غلطی صرف وہی ہوگی جس کے مخالف صحیح طور پر ہماری کتابوں کے کسی اور مقام میں نہ لکھا گیا ہو۔مگر جب کہ ایک مقام میں کسی اتفاق سے غلطی ہو اور وہی ترکیب یا لفظ دوسرے دس بیس یا پچاس مقام میں صحیح طور پر پایا جاتا ہو تو اگر انصاف اور ایمان ہے تو اس کو سہو کاتب سمجھنا چاہئے نہ غلطی حالانکہ جس جلدی سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں اگر اس کو ملحوظ رکھیں تو اپنے ظلم عظیم کے قائل ہوں اور ان تالیفات کو خارق عادت سمجھیں۔قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں۔بٹالوی صاحب خود قائل ہیں کہ لوگوں نے کلام امرء القیس اور حریری کی بھی غلطیاں نکالیں مگر کیا ایسا شخص جس نے اتفاقاً ایک غلطی پکڑی حریری یا امرء القیس کے مرتبہ پر شمار

باقی صفحہ نمبر 34 پر ملاحظہ فرمائیں

اگر ایمان اُڑ کر ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اسے ایک فارسی شخص وہاں سے واپس لے آئے گا

میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اسکے درمیان کوئی نبی نہیں

﴿ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ○ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ○ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ○ (سورۃ الزخرف: آیت 58-61)

ترجمہ:: اور جب بھی ابن مریم [1] کا واقعہ (قرآن میں) بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس (بات) پر شور مچانے لگ جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہنے لگ جاتی ہے کہ کیا ہمارے معبود [2] اچھے ہیں یا وہ (یعنی عیسیٰ) اچھا ہے۔ وہ یہ بات تیرے سامنے صرف جھگڑے کی غرض سے کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس قوم میں حق کے خلاف بحثیں کرنے کی عادت ہے۔ وہ (یعنی عیسیٰ) تو صرف ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا تھا اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے بطور عبرت کے بنایا تھا۔ اور اگر ہم چاہتے [3] تو تم میں سے بھی بعض کو ملائکہ بنا دیتے جو زمین میں تمہاری جگہ آباد ہوتے۔

اِن آیات کی تشریح میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(1) یعنی قرآن مجید میں ابن مریم کے دوبارہ آنے کی خبر جب پڑھتے ہیں تو شور مچا دیتے ہیں کہ کیا وہ ہمارے معبودوں سے اچھا ہے کہ ہمارے معبودوں کو تو جہنم میں پھینکا جاتا ہے اور اسے دنیا کی اصلاح کے لیے واپس لایا جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں واقعات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مسیحؑ خود اپنی بندگی کا اقرار کرتا ہے اور وہ مرد صالح تھا اس کا مقابلہ مشرکوں یا مشرکوں کے سرداروں سے نہیں ہوسکتا۔

(2) ''ہمارے معبود'' سے مراد وہ بزرگ ہیں جن کو وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں عظمت دیتے ہیں خواہ ان کے آگے عملاً سجدہ نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ آج کل کے مشرک یعنی اہل تشیع وغیرہ جو کہتے ہیں کہ مہدی کے آنے پر سب رسول زندہ کیے جائیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔

(3) یعنی مسیحؑ پر فرشتے اُترے کیونکہ وہ روحانی طور پر فرشتہ بن گیا تھا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے لوگ یا آپ کے بعد کے لوگ بھی مسیحؑ جیسے بن جاتے تو ان پر بھی فرشتے اترنے لگ جاتے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ موجودہ مسلمان محض ہٹ دھرمی سے اس اِمکان کے منکر ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ 816)

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى○ (سورۃ النجم آیت 2-3)

ترجمہ:: میں ثریا [1] ستارہ کو جب وہ معنوی طور پر نیچے آجائے گا اس امر کی شہادت کے لیے پیش کرتا ہوں کہ تمہارا ساتھی نہ رستہ بھولا ہے نہ گمراہ [2] ہوا ہے۔

اِن آیات کی تشریح میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(1) یہ اُس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ یعنی اگر ایمان اُڑ کر ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اسے ایک فارسی شخص وہاں سے واپس لے آئے گا۔

(2) یعنی جب وہ شخص ظاہر ہوگا تو ہر ایک پر کھل جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کامل تھی۔ نہ وہ راستہ بھولے تھے نہ گمراہ تھے اور نہ خواہشات نفسانی کے تابع تھے۔ (تفسیر صغیر، صفحہ 877)

......☆......☆......☆......

● حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا: ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ مکرّمہ کے پاس ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے زلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا گھنگھریالے بال، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قطن سے ملتی جلتی شکل ہے اور ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح الدّجال ہے۔

(نوٹ: خواب میں حضورؐ کو جو نظارہ دکھایا گیا اس میں طواف کعبہ سے مراد یہ ہے کہ مسیح بیت اللہ کی حفاظت اور اس کی شان کو بلند کرنے کیلئے کوشاں ہوں گے اور دجّال کعبہ کی تخریب کے درپے ہوگا)

(بخاری کتاب الانبیاء، بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ محترم ملک سیف الرحمن صاحب، حدیث نمبر 944)

● حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کا باہمی تعلق علّاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں...... وہ مبعوث ہو کر صلیب کو توڑے گا (یعنی صلیبی عقیدے کا اِبطال کرے گا) خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا) جزیہ ختم کرے گا (یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا) اسکے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو (روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی) مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا اور وہ زمانہ ایسا امن و امان کا زمانہ ہوگا کہ اُونٹ شیر کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچّے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

(ابوداؤد کتاب الملاحم، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 945)

● حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی (نازک) ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

(بخاری کتاب الانبیاء، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 947)

● حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملات شدّت اختیار کرے جائیں گے دنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہوگا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 954)

......☆......☆......☆......

اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اسکے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو طیار ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کا مقابلہ آج تک کوئی نہیں کر سکا

تمام کفار قرآن شریف کے مقابلہ پر باوصف دعوائے فصاحت اور بلاغت اور ملک الشعراء کہلانے کے زبان بند کئے بیٹھے رہے اور اب بھی خاموش اور لاجواب بیٹھے ہیں اور یہی خاموشی ان کی عجز پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ عجز اور کیا ہوتا ہے یہی تو عجز ہے کہ مخاصم کی حجت کو سن اور سمجھ کر توڑ کر نہ دکھلا ویں۔ (براہین احمدیہ رُوحانی خزائن جلد 1 صفحہ 152 حاشیہ نمبر 11)

قرآن مجید کی تین خوبیاں

قرآن میں تین صفتیں ہیں۔ **اوّل** یہ کہ جو علوم دین لوگوں کو معلوم نہیں رہے تھے ان کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ **دوسرے** جن علوم میں پہلے کچھ اجمال چلا آتا تھا، اُنکی تفصیل بیان کرتا ہے۔ **تیسرے** جن امور میں اختلاف اور تنازعہ پیدا ہو گیا تھا ان میں قول فیصل بیان کر کے حق اور باطل میں فرق ظاہر کرتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 225، حاشیہ نمبر 11)

کوئی ایسی صداقت پیش کرو جو قرآن میں نہ ہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم پر اعتراضات کرنے والوں اور اس کے مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں : اگر آپ لوگ کوئی بھاری صداقت لئے بیٹھے ہیں جس کی نسبت تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے کمال جانفشانی اور عرق ریزی اور موشگافی سے اس کو پیدا کیا ہے اور جو تمہارے گمان باطل میں قرآن شریف اس صداقت کے بیان کرنے سے قاصر ہے تو تمہیں قسم ہے کہ سب کاروبار چھوڑ کر وہ صداقت ہمارے روبرو پیش کرو تا ہم تم کو قرآن شریف میں سے نکال کر دکھلا دیں۔ مگر پھر مسلمان ہونے پر مستعد رہو۔ اور اگر اب بھی آپ لوگ بدگمانی اور بک بک کرنا نہ چھوڑیں اور مناظرہ کا سیدھا راستہ اختیار نہ کریں تو بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ (ایضاً صفحہ 227، حاشیہ نمبر 11)

قرآن کی حقانیت ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے

اگر اس امر میں شک ہو کہ قرآن شریف کیونکر تمام حقائق الٰہیات پر حاوی ہے تو اس بات کا ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب طالب حق بن کر یعنی اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کر کے کسی کتاب عبرانی یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں نکال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الٰہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا کر کے دکھلاویں تو ہم اسکو قرآن شریف میں سے نکال دیں گے۔ (ایضاً صفحہ 272)

فرقان مجید نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں، نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گزشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے۔ یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گزشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گزر چکے۔ اور ہر یک رسول اس عالی جناب کا ممنون منت ہے جس کو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جس کی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ جن سے ان نبیوں کی نبوت پر یقین کرنے کے لئے ایک راستہ کھلتا ہے اور ان کی نبوتیں شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔

قرآن شریف کا دو طور کا معجزہ

واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو طور کا معجزہ ہمیشہ کے لئے رکھا گیا ہے۔ ایک اعجاز کلام قرآن دوم اعجاز اثر کلام قرآن۔ یہ دونوں اعجاز ایسے بدیہی ہیں کہ اگر کسی کا نفس اعراض صوری یا معنوی سے محجوب نہ ہو تو فی الفور وہ اس نور صداقت کو بچشم خود مشاہدہ کر لے گا...... اعجاز اثر کلام قرآن کی نسبت ہم یہ ثبوت رکھتے ہیں کہ آج تک کوئی صدی ایسی نہیں گزری جس میں خدائے تعالیٰ نے مستعد اور طالب حق لوگوں کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہیں پہنچایا۔ اور اب بھی طالبوں کے لئے اس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف کسی گزشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے۔ جس طرح سچے دین اور ربانی کتاب کے حقیقی تابعداروں میں روحانی برکتیں ہونی چاہئیں اور اسرار خاصہ الٰہیہ سے ملہم ہونا چاہئے وہی برکتیں اب بھی جوئیندوں کے لئے مشہود ہو سکتی ہیں جس کا جی چاہے صدق قدم سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کر لے۔ (ایضاً حاشیہ در حاشیہ نمبر 1 صفحہ 290)

قرآن میں کوئی نقص نکال کر دکھاؤ؟

اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو طیار ہیں۔ اب منصفو!! نظر کرو اور خدا کے واسطے ذرہ دل کو صاف کر کے سوچو کہ ہمارے مخالفوں کی ایمانداری اور خدا ترسی کس قسم کی ہے کہ باوجود لاجواب رہنے کے پھر بھی فضول گوئی سے باز نہیں آتے۔

(ایضاً صفحہ 298، حاشیہ نمبر 2)

تمام صداقتیں انجیل میں نہیں

جاننا چاہئے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل خیال کرنا سراسر نقصان عقل اور کم فہمی ہے۔ خود حضرت مسیح نے انجیل کی تعلیم کو مبرّا عن النقصان نہیں سمجھا جیسا کہ انہوں نے آپ فرمایا ہے کہ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح الحق آوے گا تو وہ تمہیں تمام صداقت کا راستہ بتلاوے گا۔ انجیل یوحنا باب 16، آیت 12 و 13 و 14۔ اب فرمایئے کیا یہی انجیل ہے کہ جو تمام دینی صداقتوں پر حاوی ہے جس کے ہوتے ہوئے قرآن شریف کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً صفحہ 300، حاشیہ 2)

معرفت الٰہی کا سامان قرآن میں ہے انجیل میں نہیں

یہ تو زیبا نہیں کہ آپ لوگ مسیح کے پیرو کہلا کر پھر اس چیز کو کامل قرار دیں جس کو آپ سے اٹھارہ سو بیاسی برس پہلے مسیح ناقص قرار دے چکا ہے اور اگر آپ کا مسیح کے قول پر ایمان ہی نہیں اور بذات خود چاہتے ہیں کہ انجیل کا قرآن شریف سے مقابلہ کریں تو بسم اللہ آیئے اور انجیل میں سے وہ کمالات نکال کر دکھلایئے کہ جو ہم نے اسی کتاب میں قرآن شریف کی نسبت ثابت کئے ہیں تا منصف لوگ آپ ہی دیکھ لیں کہ معرفت الٰہی کا سامان قرآن شریف میں موجود ہے یا انجیل میں۔ (ایضاً صفحہ 301، حاشیہ 2)

......☆......☆......☆......

منارۃ المسیح کی تعمیر و تاریخ اور چندہ دہندگان کے اسماء گرامی

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ وانچارج شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود و مہدی معہود (علیہ السلام) کے متعلق جو پیشگوئیاں فرمائی تھیں، اُن میں یہ بھی ذکر تھا کہ ’’اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَآءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ‘‘

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذِکرُ الدجال)

یعنی جب اللہ تعالیٰ (مثیل) عیسی ابن مریم (مراد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام) کو مبعوث فرمائے گا، تو اُن کا نزول ایک سفید منارہ کے پاس ہوگا جو دمشق کے مشرق میں واقع ہوگا۔

تاریخ شاھد ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پیشگوئی فرمارہے تھے، دمشق میں کوئی سفید منارہ موجود نہیں تھا۔ جتنے منارے تعمیر ہوئے وہ بہت بعد میں ہوئے۔

منارہ کا لفظ ’’نور‘‘ سے ماخوذ ہے، ’’اَلْمَنَا رَۃُ الْبَیْضَآءِ‘‘ (سفید منارۃ) کا ایک مفہوم یہ بھی تھا کہ اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ جسے مثیل مسیح بناکر بھیجے گا اُسے دین اسلام کی صداقت کے اظہار کیلئے نورانی اور روشن دلائل کے ساتھ بھیجے گا اور اسکے نورانی دلائل کے سامنے باطل مذہب کے تاریک دلائل محو ہو جائیں گے۔ سعید الفطرت احباب گواہ ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام (1908ء-1835ء) کی بعثت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا۔ آپؑ کی کتب، تحریرات، ملفوظات، مکتوبات، اشتہارات شاھد ہیں کہ آپ نے مذاہب باطلہ کے تاریک دلائل کا نورانی دلائل سے ردّ فرمایا۔ اس پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کیلئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’’منارۃ المسیح‘‘ تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے تعمیر منارہ کی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں تعمیر منارۃ کی تحریک فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

(1) ’’اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے دو مرتبہ اسلام میں کوشش کی گئی ہے۔ اوّل 741ھ سے پہلے دمشق کی شرقی طرف سنگ مرمر کے پتھر سے ایک منارہ بنایا گیا تھا جو دمشق سے شرقی طرف اور جامع اموی کی ایک جُز تھی۔ اور کہتے ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ اس پر خرچ آیا تھا اور بنانے والوں کی غرض یہ تھی کہ تا وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہو جائے۔ لیکن بعد اسکے نصاری نے اس منارہ کو جلا دیا۔ پھر اس حادثہ کے بعد 741ھ میں دوبارہ کوشش کی گئی کہ وہ منارہ دمشق کی شرقی طرف پھر طیار کیا جائے۔ چنانچہ اس منارہ کیلئے بھی غالباً ایک لاکھ روپیہ تک جمع کیا گیا مگر خدا تعالیٰ کی قضاء وقدر سے جامع اموی کو آگ لگ گئی اور وہ منارہ بھی جل گیا۔ غرض دونوں مرتبہ مسلمانوں کو اس قصد میں ناکامی رہی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 315 یکم جولائی 1900ء)

(2) ’’یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے، تا ایک پیشگوئی پوری ہو جائے‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 316)

تعمیر منارہ کے تین بنیادی مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعمیر منارہ کے تین بنیادی مقاصد تحریر فرمائے:

(1) اوّل یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو۔ اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اسکا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 16 خطبہ الہامیہ صفحہ 16)

(2) ’’دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کیلئے دور دور جائے گی۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 16، ضمیمہ خطبہ الہامیہ، صفحہ 16)

(3) ’’تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چارسو یا پانچ سو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔‘‘ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ، صفحہ 16، روحانی خزائن جلد 16)

تعمیر منارہ کیلئے اخراجات کی فراہمی

1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منارۃ المسیح کی تعمیر کا منصوبہ تیار کیا، تو اُس وقت جماعت کے افراد کی تعداد زیادہ نہ تھی، اور نہ ہی اُنکی ایسی مالی استطاعت تھی کہ وہ منارہ کی تعمیر کیلئے زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرسکیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ حضرت اقدس مسجد مبارک میں بیٹھے تھے۔ منار بنانے کی تجویز درپیش تھی۔ میر حسام الدین صاحبؓ سیالکوٹی نے دس ہزار کا تخمینہ لگایا۔ مگر سوال یہ تھا کہ دس ہزار روپیہ کہاں سے آئے۔ کیوں کہ اس وقت جماعت کی حالت زیادہ کمزور تھی اور ان حالات میں منارہ کی تعمیر مشکل کام تھا اور حضور علیہ السلام بار بار فرماتے تھے کہ کوئی ایسی تجویز بتاؤ کہ اس سے بھی کم روپیہ خرچ ہو۔ آخر حضور علیہ السلام نے دس ہزار کو سو سو روپیہ کے حصوں پر تقسیم فرمایا۔ چنانچہ یکم جولائی 1900 کے اشتہار میں منار کے اخراجات کی فراہمی کیلئے حضرت اقدس نے اپنے 101 خدام کی ایک فہرست شائع کرتے ہوئے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ دینے کی تحریک فرمائی اور فیصلہ کیا کہ اس پر لبیک کہنے والوں کے نام منار پر بطور یادگار کندہ کرائے جائیں گے۔ اس تحریک کے ساتھ ہی آپ کے چار مخلص خدام منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی اور میاں شادی خان صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ، مولوی محمد علی صاحب ایم.اے اور شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیر آباد نے حضورؑ کی شرط کے مطابق چندہ پیش کر دیا جن میں سے اول الذکر دو اصحاب کا تذکرہ حضور نے اس اشتہار کے آغاز میں بھی نہایت درجہ تعریفی کلمات میں فرمایا اور انکی قربانی کو جماعت کیلئے قابل رشک قرار دیا۔ حضرت ام المومنین (رضی اللہ عنھا) نے منار کیلئے ایک ہزار روپیہ کا چندہ لکھوایا جو دہلی کے ایک ذاتی مکان کی فروخت سے ادا کیا۔

مورخہ 13 ذوالحجہ 1320ھ مطابق 13 مارچ 1903 بروز جمعہ منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس دن جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری، مرزا خدا بخش صاحب، شیخ مولا بخش صاحب، قاضی ضیاء الدین صاحب وغیرہ احباب نے عرض کیا کہ حضورؑ کے دست مبارک سے منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ رکھی جائے تو مناسب ہو گا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ہمیں تو ابھی تک معلوم بھی نہیں کہ آج منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جاوے گی۔ اب آپ ایک اینٹ لے آئیں میں اس پر دعا کر دوں گا اور پھر جہاں میں کہوں وہاں آپ جا کر رکھ دیں۔ چنانچہ حکیم فضل الٰہی صاحب اینٹ لے آئے اور حضور علیہ السلام نے اسے ران مبارک پر رکھ کر لمبی دعا فرمائی۔ دعا کے بعد آپ نے اس اینٹ پر دم کیا اور حکیم فضل الٰہی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ آپ اس کو (مجوزہ) منارۃ المسیح کے مغربی حصہ میں رکھ دیں۔ حکیم صاحب موصوف اور دوسرے احباب یہ مبارک اینٹ لے کر جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو راستہ میں مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) نماز جمعہ پڑھا کر واپس آرہے تھے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر دیر تک مسجد اقصیٰ میں بیٹھتے تھے۔ علم وحکمت کی یہ بڑی پرکیف محفل ہوتی تھی جس میں باہر سے آنے والے احباب آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ اس دن بھی حسب معمول دیر سے آرہے تھے۔ راستہ میں جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ رقت سے بھر گئے اور یہ اینٹ لے کر اپنے سینہ سے

لگائی اور بڑی دیر تک دُعا کرتے رہے اور فرمایا یہ آرزو ہے کہ یہ کام فرشتوں میں شہادت کے طور پر رہے۔ آخر وہ اینٹ فضل الدین صاحب احمدی معمار نے بنیاد کے مغربی حصہ میں پیوست کردی اور حضرت میر ناصر نواب صاحب (رضی اللہ عنہ) اس کام کے نگران مقرر ہوئے۔

منارہ کی بنیاد بہت گہری وسیع وعریض اور کنکریٹ کے ذریعہ سے مضبوط کر کے اٹھائی گئی۔

تعمیر منارہ کو رُکوانے کیلئے معاندین احمدیت کی سرکاری افسران تک رسائی

ابتداء سے ہی قادیان میں آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ایسا طبقہ رہا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اسلام کی وجہ سے مخالفت کرتا رہا۔ کبھی امرتسر سے پنڈت کھڑک سنگھ کو قادیان بلایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مناظرہ کی دعوت دی، کبھی اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کیلئے ’’شبھ چنتک‘‘ اخبار جاری کیا اور کبھی ’’تعلیم الاسلام‘‘ اسکول کو ناکام بنانے کیلئے ’’دیانند جوبلی اسکول‘‘ کھولا۔ کبھی مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرتے نمازیوں کو گالیاں دیں۔

جب ’’منارۃ المسیح‘‘ کی بنیاد رکھی گئی تو اسی طبقہ نے زبردست مخالفت شروع کر دی، اور اسکی تعمیر کو رکوانے کیلئے حکم امتناعی کے اجراء کیلئے سرکاری حکام تک رسائی کی۔ ضلعی حکام نے بھی اس معاملہ کی تحقیق کیلئے مورخہ 8 مئی 1903 کو بٹالہ کے تحصیل دار کو قادیان بھجوایا۔ جب وہ قادیان پہنچا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کیلئے تشریف لے جا چکے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے اور مندرجہ سوال وجواب ہوا۔

تحصیل دار: منارہ کیوں بنایا جارہا ہے؟

حضور علیہ السلام (1) اس منارہ کی تعمیر میں ایک یہ بھی برکت ہے کہ اس پر چڑھ کر خدا کا نام لیا جائے گا اور جہاں خدا کا نام لیا جاتا ہے وہاں برکت ہوتی ہے۔

(2) اس کے اوپر ایک لالٹین بھی نصب کی جاوے گی، جس کی روشنی دور دور تک نظر آوے گی۔

(3) ایک گھڑیال لگایا جائے گا۔

(4) یہ خیال کہ اس سے بے پردگی ہو گی یہ بھی غلط ہے، اب ہمارے سامنے ڈپٹی شنکر داس صاحب کا گھر ہے اور اس قدر اونچا ہے کہ آدمی اوپر چڑھے تو ہمارے گھر میں اس کی نظر برابر پڑتی ہے۔ تو کیا ہم کہیں کہ اُسے گرا دیا جائے ہم کو چاہئے کہ اپنا پردہ خود کرلیویں۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: جب منارۃ المسیح کے بننے کی تیاری ہوئی تو قادیان کے لوگوں نے افسران گورنمنٹ کے پاس شکایتیں کیں کہ اس منارہ کے بننے سے ہمارے مکانوں کی پردہ دری ہوگی۔ چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ڈپٹی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک کے ساتھ والے حجرہ میں ملا۔ اس وقت قادیان کے بعض لوگ جو شکایت کرنے والے تھے وہ بھی اسکے ساتھ تھے۔ حضرت صاحب سے ڈپٹی کی باتیں ہوتی رہیں اور اسی گفتگو میں حضرت صاحب نے ڈپٹی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ بڈھا مل بیٹھا ہے، آپ اس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے کوئی موقعہ ملا ہو، اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اسی سے پوچھیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقعہ ملا ہو تو اس نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر چھوڑی ہو۔ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ میں اس وقت بڈھا مل کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے شرم کے مارے اپنا سر نیچے اپنے زانوؤں میں دیا ہوا تھا اور اسکے چہرہ کا رنگ سپید پڑ گیا اور وہ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں بول سکا۔‘‘

(سیرت المہدی، حصہ اول، صفحہ 138، روایت نمبر 148)

بالآخر یہ تنازعہ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں پہنچا۔ وہاں جو فیصلہ صادر ہوا وہ درج ذیل ہے:

’’نقل حکم اجلاس: سی. ایم. ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر، بہادر ضلع گورداسپور

فیصلہ: 13 مئی 1903 نمبر مقدمہ 17-4

کاغذات درباره تیاری منارۃ المسیح قادیان وعذرات برخلاف چند اہالیان قادیان، فی الحال کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو۔ کاغذات داخل دفتر ہوں‘‘

(بحوالہ الحکم 10 جون 1903 صفحہ 4-10)

اس فیصلے کے ساتھ ہی معاندین احمدیت کی سازش ناکام ہوگئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مالی مشکلات کی وجہ سے تعمیر منارہ میں تاخیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی تفہیم کے مطابق منارۃ المسیح کی تعمیر شروع کروائی تھی مگر کچھ مشکلات کی وجہ سے تعمیر کو روکنا پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ جب منارہ کا کام (فنڈ کی کمی کے باعث) بند پڑا رہا تو ایک دن کسی شخص نے سوال کیا کہ حضور یہ منارہ کب تیار ہوگا؟ حضور نے فرمایا اگر سارے کام ہم ہی ختم کر جاویں تو پیچھے آنے والوں کیلئے ثواب کہاں سے ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں منارہ کی عمارت صحن مسجد کی سطح سے چھ فٹ سے زیادہ بلند نہ ہوسکی۔

منارۃ المسیح کی تکمیل

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) کو 14 مارچ 1914 کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس عہدہ جلیلہ کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے چند ماہ بعد ہی مورخہ 27 نومبر 1914 کو منارہ کی نا تمام عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروا دیا اس دفعہ تعمیر کی نگرانی کے فرائض قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی نے سرانجام دیئے۔ اس کیلئے اجمیر سے بہترین سنگ مرمر مہیا کیا گیا اور آخر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت کا یہ زبردست نشان دسمبر 1915 میں پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ یہ خوش نما اور دلکش اور شاندار منارہ (جو فن تعمیر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے) ایک سو پانچ فٹ اونچا ہے۔ اس کی تین منزلیں ایک گنبد اور بانوے سیڑھیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے منارۃ المسیح کی حفاظت وصیانت

پچھلے سو سال میں بہت سے زلزلے اور طوفان آئے، ان آفات میں بھی اللہ تعالیٰ نے منارۃ المسیح کی حفاظت فرمائی۔ مؤرخہ 8/اکتوبر 2005 کو قریباً سوا نو بجے صبح خطرناک زلزلہ آیا۔ خاکسار، قدیمی دفاتر صدر انجمن احمدیہ جو مسجد اقصیٰ کی مشرقی جانب کی عمارت میں تھے، اُس عمارت کی شمالی جانب صحن میں بالکل منارۃ المسیح کے نیچے کھڑا تھا۔ منارۃ المسیح کے قرب و جوار کی تمام عمارتیں ہل رہی تھیں مگر منارۃ المسیح میں ذرا بھی حرکت نظر نہیں آرہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا دست الٰہی نے اُسے تھاما ہوا تھا۔ تا زلزلہ اس نشانِ الٰہی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

قادیان میں رہائش پزیر سنجیدہ طبع ہندو و سکھ دوست اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے تھے کہ منارہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان اعتراف کرنے والوں میں حکیم سورن سنگھ، گیانی لابھ سنگھ معروف ہیں جو اب فوت ہو چکے ہیں۔

اظہار تشکر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا کہ ’’ایسے تمام لوگوں کے نام لکھے جائیں گے جنہوں نے کم سے کم سو روپیہ منارہ کے چندہ میں داخل کیا ہو اور یہ نام ان کے زمانہ دراز تک بطور کتبہ کے منارہ پر کندہ رہیں گے۔ جو آئندہ آنے والی نسلوں کو دعا کا موقع دیتے رہیں گے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 319، یکم جولائی 1900)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ اعلان کے مطابق تین سو چھ (306) چندہ دہندگان کے نام ’’منارۃ المسیح‘‘ پر کندہ ہیں۔ مرور زمانہ کی وجہ سے کندہ ناموں کی سیاہی مدہم پڑ گئی تھی۔ جب اسکی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصراً عزیزاً کی خدمت اقدس میں بھجوائی گئی، تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کندہ شدہ ناموں میں روشنائی بھرنے کی ہدایت و منظوری مرحمت فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت و ارشاد کے مطابق جنوری 2020ء میں روشنائی بھروانے کا کام نظامت تعمیرات قادیان نے مکمل کروایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اب یہ نام دور سے پڑھے جا سکتے ہیں اور پڑھنے والے چندہ دہندگان کیلئے دُعائیں بھی کرتے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس وقت جن 306 خوش نصیب چندہ دہندگان کے نام منارۃ المسیح قادیان پر کندہ ہیں اُن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(1) حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(2) حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

(3) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(4) حضرت نصرت جہان بیگم اُمّ المؤمنین

(5) حضرت مرزا بشیر احمد ایم. اے

(6) حضرت نواب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ

(7) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل سول سرجن قادیان

(8) حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ قادیان

(9) مولوی ذوالفقار علی خان گوہر رامپوری مہاجر قادیان

(10) محمد حیات خان پنشنر حافظ آباد

(11) مولوی غلام اکبر خان نواب اکبر یار جنگ
حیدرآباد دکن
(12) بابو محمد افضل
سپرنٹنڈنٹ دفتر ریزیڈنٹ وزیرستان
(13) خان بہادر محمد علی خان
نیگش پولیٹیکل افسر کوہاٹ
(14) خان صاحب چوہدری نعمت اللہ خان
سب جج بیگم پور
(15) رشیدہ بیگم
اہلیہ چوہدری ظفر اللہ خان بیرسٹرایٹ لاہور
(16) اخوند محمد افضل خان
افغان غلزئی ڈیرہ غازی خان
(17) دولت خاتون
اہلیہ اخوند محمد افضل خان غلزئی ڈیرہ غازی خان
(18) الطاف محمد خان
پسر اخوند محمد افضل خان غلزئی ڈیرہ غازی خان
(19) قریشی مختار احمد
سپرنٹنڈنٹ میونسپل ایجوکیشن دہلی
(20) مریم صدیقہ
اہلیہ بابو محمد شفیع نوشہرہ ضلع سیالکوٹ
(21) قاضی سید امیر حسین قادیان
(22) مولوی محمد سعید حیدرآباد دکن
(23) منشی شادی خان قادیان
(24) مولوی محمد علی ایم۔اے ایل ایل بی
(25) شیخ نیاز احمد تاجر، وزیرآباد
(26) منشی عبدالعزیز پٹواری قادیان
(27) حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن سوداگر مدراس
(28) سیٹھ علی محمد سوداگر بنگلور
(29) حاجی سیٹھ صالح محمد سوداگر مدراس
(30) سیٹھ احمد سوداگر مدراس
(31) سیٹھ والجی لالجی سوداگر مدراس
(32) مولوی ظہور علی وکیل حیدرآباد دکن
(33) میر حامد شاہ سیالکوٹ
(34) نواب سید محمد رضوی بمبئی
(35) مفتی محمد صادق قادیان
(36) مستری احمد دین بھیرہ
(37) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین قادیان
(38) خلیفہ نورالدین جموں
(39) حافظ محمد اسحاق حیدرآباد
(40) سید ناصر شاہ قادیان
(41) سید فضل شاہ قادیان
(42) سید غلام غوث قادیان
(43) ڈاکٹر رحمت علی افریقہ
(44) بابو محمد افضل ایڈیٹر اخبار بدر
(45) ڈاکٹر محمد اسماعیل خان گڑیانی
(46) پیر برکت علی رمل
(47) شیخ غلام نبی سیٹھی قادیان
(48) مولوی شیر علی بی۔اے قادیان
(49) مولوی عبداللہ سنوری

(50) میاں رحمت اللہ سنوری
(51) میاں عبدالرحیم سنوری
(52) میاں حبیب اللہ سنوری
(53) صوفی عبدالقدیر بی اے سنوری
(54) ماسٹر قادر بخش لدھیانہ
(55) مولوی عبدالرحیم درد ایم اے قادیان
(56) بابو گلاب خان پنشنر سیالکوٹ
(57) میاں محمد الدین جلد ساز سیالکوٹ
(58) ماسٹر قمر الدین لدھیانہ
(59) مولوی عبدالقادر منصوراں ضلع لدھیانہ
(60) منشی محمد اکبر ٹھیکیدار بٹالہ
(61) حکیم محمد حسین قریشی لاہور
(62) منشی محمد جان اوجلہ
(63) چوہدری حاکم علی قادیان
(64) میاں محمد صدیق سیکھواں
(65) میاں امام الدین سیکھواں
(66) میاں جمال الدین سیکھواں
(67) مولوی غلام امام شاہجہانپوری
(68) میاں خیر الدین سیکھواں
(69) صوفی نبی بخش کلرک ممباسہ
(70) شیخ عبدالرحمٰن کلرک ممباسہ
(71) شیخ محمد کرم الٰہی وکیل پٹیالہ
(72) بابو روشن دین پنشنر سیالکوٹ
(73) بابو شاہ دین سٹیشن ماسٹر ڈومیلی
(74) حاجی ملاں امام بخش
(75) سیٹھ موسیٰ بن عثمان جام نگر
(76) ڈاکٹر رامانند ضلع گڑھوال
(77) شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان
(78) اہلیہ شیخ یعقوب علی
(79) محمودہ دختر شیخ یعقوب علی
(80) شیخ غلام غوث برادر شیخ یعقوب علی
(81) حاجی غلام احمد کریام
(82) منشی حبیب الرحمٰن حاجی پورہ
(83) قاضی میر حسن علی پور ملتان
(84) مولوی عمر الدین صرح
(85) اہلیہ مولوی عمر الدین صرح
(86) بابو جمال الدین گجرانوالا
(87) مولوی احمد شیر خان حیدرآباد دکن
(88) سیٹھ شیخ حسن یادگیر
(89) منشی نادر خان سرکالی ضلع جہلم
(90) نادر خان سرکالی ضلع جہلم
(91) مرزا محمد صادق لاہور
(92) حکیم فضل دین بھیروی قادیان
(93) منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر
(94) میاں نبی بخش سوداگر پشمینہ امرتسر
(95) میاں چراغ دین لاہور
(96) مولوی غلام حسین پشاور
(97) شیخ رحمت اللہ تاجر لاہور
(98) شیخ عبدالرحمٰن پنشنر ای اے سی لاہور
(99) ماسٹر غلام محمد بی۔اے سیالکوٹ

(100) شیخ فضل حق بٹالہ
(101) شیخ مولا بخش بوٹ مرچنٹ سیالکوٹ
(102) منشی اللہ دتا منیجر سیالکوٹ
(103) شیخ غلام حیدر
ڈپٹی انسپکٹر پولیس سیالکوٹ
(104) مولوی عزیز بخش بی۔اے
(105) ماسٹر محمد اسماعیل ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ
(106) شیخ محمد جان سوداگر وزیرآباد
(107) حکیم مرزا خدا بخش لاہور
(108) منشی مہر دین
پٹواری کوہلیاں تحصیل شکر گڑھ
(109) منشی محمد قاسم لالہ موسیٰ
(110) حاجی مفتی گلزار محمد بٹالہ
(111) مرزا حسین بیگ کھر کا ضلع گجرات
(112) صوفی محمد یعقوب نمبردار کیڑی افغاناں
(113) بابو فخر الدین کلرک جی سپلائی ڈیپو
(114) ڈاکٹر عطاء اللہ خان دھرم کوٹ بگھہ
(115) بابو نظام الدین ماہل پور
(116) ماسٹر عبدالعزیز ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ
(117) بابو محمد وزیر خان سب اوورسیر قادیان
(118) مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
(119) میاں اللہ دین ٹکریاں ضلع راولپنڈی
(120) راجہ علی محمد ای اے سی چھونی ضلع جہلم
(121) خان بہادر شیخ محمد حسین پنشنر جج علیگڑھ
(122) ڈاکٹر سید ولایت شاہ افریقہ قادیان
(123) منشی گوہر علی کوٹلہ افغاناں
(124) شیخ مشتاق حسین گجرانوالہ
(125) خانصاحب منشی فرزند علی قادیان
(126) خدیجہ بیگم اہلیہ منشی فرزند علی قادیان
(127) امتہ اللہ بیگم اہلیہ منشی فرزند علی قادیان
(128) ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ قادیان
(129) سیدہ سعیدۃ النساء
اہلیہ عبدالستار شاہ قادیان
(130) ڈاکٹر حشمت اللہ قادیان
(131) خانصاحب منشی برکت علی شملہ
(132) مولوی عبدالرحیم نیر قادیان
(133) جماعت احمدیہ لیگوس قادیان
(134) مولوی عالمگیر خان گمٹ سندھ
(135) مستری علی بخش فرید کوٹ
(136) اہلیہ مستری علی بخش فرید کوٹ
(137) ڈاکٹر جمعدار عبدالکریم
گجروال ضلع لدھیانہ
(138) شیخ علی اظفر
(139) منشی محمد دین کھاریاں
(140) میاں غلام نبی ماہل پور
(141) شیخ فضل احمد بٹالہ
(142) اہلیہ شیخ فضل احمد بٹالہ
(143) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ
دھرم کوٹ رندھاوا
(144) بچگان ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ

(145) ڈاکٹر فضل دین
وٹرنری اسسٹنٹ قادیان
(146) اہلیہ ڈاکٹر فضل دین
وٹرنری اسسٹنٹ قادیان
(147) بچگان ڈاکٹر فضل دین
وٹرنری اسسٹنٹ قادیان
(148) شیخ احمد اللہ نوشہرہ چھاؤنی
(149) قاضی عبداللہ بی اے قادیان
(150) صوفی محمد علی جنجوعہ جلال پور جٹاں
(151) بابو محمد عبداللہ کلرک فیروزپور
(152) ڈاکٹر فضل کریم قادیان
(153) سیٹھ عبداللہ بھائی سکندرآباد
(154) اہلیہ سیٹھ عبداللہ بھائی سکندرآباد
(155) سیٹھ الہ دین سکندرآباد
(156) بابو محمد شفیع سب اوورسیر قادیان
(157) ماسٹر محمد دین بی اے ہیڈ ماسٹر قادیان
(158) بچگان ماسٹر محمد دین بی۔اے
ہیڈ ماسٹر قادیان
(159) حافظ سید عبدالوحید تاجر منصوری
(160) حافظ سید عبدالمجید تاجر منصوری
(161) بابو اعجاز حسین دہلی
(162) شیخ عبدالرحمٰن قادیانی
(163) صوبیدار غلام حسین
چک 181 پاک پٹن
(164) ماسٹر محمد طفیل قادیان
(165) ڈاکٹر شاہنواز سیالکوٹ
(166) پیر منظور محمد قادیان
(167) منشی گل محمد مسلخوان
تلہ گنگ ضلع کیمبل پور
(168) شیخ نیاز محمد سب انسپکٹر پولیس گجرانوالہ
(169) شیخ غلام حسین لدھیانوی
ہیڈ ڈرافٹسمین نئی دہلی
(170) سیٹھ علی محمد ایم۔اے سکندرآباد
(171) فاطمہ بیگم
بنت سیٹھ عبداللہ بھائی سکندرآباد
(172) بابو فضل دین سب اوورسیر مردان
(173) سیٹھ اسمٰعیل آدم بمبئی
(174) ڈاکٹر غلام مصطفٰے کھاریاں
(175) سید غلام حسین
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ
(176) سیدہ جمیلہ خاتون
بنت سید احمد حسن مظفر نگر
(177) ماسٹر محمد ابراہیم سیکرٹری ننکانہ صاحب
(178) میاں محمد شریف ای اے سی لاہور
(179) امتہ الرحمان
بنت قاضی ضیاء الدین بھیرہ
(180) خان بہادر چوہدری محمد دین
ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر
(181) ملک مولا بخش امرتسر
(182) بابو سراج الدین سٹیشن ماسٹر

(183) قریشی محمد عثمان انجینئر کرنال
(184) مرزا برکت علی آبادان
(185) امۃ الرحیم خانم اہلیہ مرزا برکت علی
(186) ابراہیم یوسف بردولی
(187) بابو عبدالرحمٰن انبالہ
(188) حاجی شیخ میراں بخش انبالہ
(189) میاں خدا بخش ہانڈو
(190) چوہدری صادق علی
تحصیلدار بہل پور ضلع گجرات
(191) حکیم فضل الرحمٰن مبلغ افریقہ
(192) ڈاکٹر ملک محمد رمضان سری گوبند پور
(193) چوہدری محمد اسمٰعیل
ای۔اے۔سی۔ کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ
(194) ای ملک مظفر پور
(195) بابو علی حسن سنوری ہیڈ ڈرافٹسمین
(196) فہمیدہ بیگم بنت مدد علی شاہجہانپور
(197) اہلیہ چوہدری مبارک احمد کوہاٹ
(198) چوہدری فتح محمد سیال ایم اے قادیان
(199) ڈاکٹر بدرالدین احمد افریقہ
(200) مولوی عبدالغفور مولوی فاضل قادیان
(201) فاطمۃ الزہراء
اہلیہ مولوی عبدالغفور مولوی فاضل
(202) سردار محمد علی جوڑہ کرنانہ
(203) پروفیسر مولوی عبداللطیف چٹا گانگ
(204) سید محمد لطیف چک قاضیاں
ضلع گورداسپور
(205) رسول بی بی تلونڈی موسیٰ
(206) سید عبدالحلیم کنگی
(207) بابو وزیر محمد لاہور
(208) مولوی فضل الدین وکیل قادیان
(209) چوہدری نور احمد خان محرر قادیان
(210) شیخ عبدالحمید شملہ
(211) زینب بی بی اہلیہ بھائی محمود احمد قادیان
(212) مولوی عبدالمغنی خان قادیان
(213) غلام محمد ولد میاں مراد بخش راجپوت
سیدوالہ ضلع شیخوپورہ
(214) صوبیدار محمد عبداللہ انڈین آرمی قادیان
(215) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ
(216) میاں محمد اسمٰعیل
چک نمبر 537 میانوالی ضلع شیخوپورہ
(217) چوہدری سلطان علی
منگھووال ضلع گجرات
(218) مولوی عبدالکریم تہال ضلع گجرات
(219) حافظ سید عبدالحمید منصوری
(220) محمد مدد علی انسپکٹر آف ورکس ریلوے
خان پور ریاست بہاولپور
(221) مولوی محمد علی بدوملہوی قادیان
(222) چوہدری عبدالواحد نیر ولی
(223) ماسٹر عبدالعزیز پنشنر
نوشہرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
(224) فاطمہ بی بی اہلیہ ماسٹر عبدالعزیز پنشنر
نوشہرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
(225) اختر بیگم عرف فرخندہ اختر بنت ماسٹر
عبدالعزیز پنشنر نوشہرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
(226) شیخ عبدالرشید صدر بازار میرٹھ
(227) ڈاکٹر شیر محمد حالی سیالکوٹ
(228) شیخ عبدالغنی گڈس کلرک پشاور
(229) ڈاکٹر غلام علی
سب اسسٹنٹ سرجن چھور 117 ضلع شیخوپورہ
(230) زینب بیگم اہلیہ ڈاکٹر غلام علی
سب اسسٹنٹ سرجن چھور 117 ضلع شیخوپورہ
(231) سردار عبدالرحمٰن بی اے نومسلم قادیان
(232) غلام فاطمہ
اہلیہ سردار عبدالرحمٰن بی اے نومسلم قادیان
(233) عزیز بی بی
اہلیہ بابو غلام رسول ٹھیکیدار قادیان
(234) چوہدری نذیر احمد
طالب پور بھنگواں ضلع گورداسپور
(235) ماسٹر مولا بخش قادیان
(236) رحمت بی بی اہلیہ ماسٹر مولا بخش قادیان
(237) چوہدری اعظم علی
سب جج کرتو ضلع شیخوپورہ
(238) نعمت بی بی
اہلیہ چوہدری نور احمد خان قادیان
(239) سراج بیگم اہلیہ ڈاکٹر بدرالدین قادیان
(240) صوفی کرم الٰہی
کمپوزیٹر شملہ الہ دین گورنمنٹ پریس شملہ
(241) سیٹھ ابوبکر یوسف (جدہ) قادیان
(242) سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(243) حلیمہ بیگم
اہلیہ سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(244) حسین بی بی والدہ آنریبل سر چوہدری محمد
ظفر اللہ خان ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
(245) حکیم محمد عمر قادیان
(246) بابو محمد فاضل سب اوورسیر فیروزپور
(247) زینب بی بی
اہلیہ بابو محمد فاضل سب اوورسیر فیروزپور
(248) چوہدری غلام احمد خان راجپوت
سڑوعہ ضلع ہوشیارپور ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور
(249) ملک امام الدین
ولد ملک گلاب الدین سکنہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ
(250) ملک عمر علی
ولد ملک رحیم بخش کھوکھر رئیس ملتان
(251) ماسٹر خیرالدین
سپرنٹنڈنٹ اُردو نارمل اسکول امراوتی برار
(252) مظفر بیگم بنت مرزا محمد اشرف
سابق ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان
(253) حمیدۃ النساء خانم اہلیہ چوہدری ابوالہاشم
خاں ناٹور ضلع راجشاہی بنگال
(254) ماسٹر فضل کریم
ہیڈ ماسٹر رام گڑھ سرداراں ضلع لدھیانہ
(255) حافظ عبدالعلی بی اے
ولد نظام الدین سکنہ ادرحمہ ضلع شاہ پور
(256) عبدالرحیم ولد شیخ میر محمد
نوشہرہ ضلع سیالکوٹ
(257) محمد اسمٰعیل معتبر
ابن غلام قادر ملیانی قادیان
(258) زینب بیگم
اہلیہ محمود حسن آئی سی ایس سب کلکٹر
(259) سیدہ نصرت بانو
اہلیہ ڈاکٹر عطر الدین بمبئی
(260) سردار بیگم نومسلمہ
زوجہ ملک فضل حسین دھماں ضلع گجرات
(261) چوہدری غلام حسن سفید پوش مہاجر
قادیان محلہ دارالفضل حسن منزل
(262) چوہدری علی احمد کوٹ کرم بخش
ضلع سیالکوٹ
(263) مہر علی
سب اسسٹنٹ سرجن بسال ریاست بہاولپور
(264) ڈاکٹر نذیر احمد خاں گگوڈسپنسری
ضلع منٹگمری سڑوعہ ہوشیارپور
(265) ملک محمد اسمٰعیل سری گوبند پوری سوداگر
مویشی برادر اکبر ڈاکٹر ملک محمد رمضان
(266) ڈاکٹر محمد ابراہیم خاں
بستی دانشمنداں جالندھر
(267) حاجی بقاء اللہ اکاؤنٹ آفس بھوپال
(268) عزیز بیگم اہلیہ خان صاحب برکت علی
سکنہ بستی شیخ جالندھر ناظر صدر انجمن احمدیہ قادیان
(269) رضیہ بیگم
ہمشیرہ مولوی محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان
(270) انور بیگم
اہلیہ مولوی محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان
(271) حکمت بیگم والدہ عبدالمغنی خاں
ناظر صدر انجمن احمدیہ سکنہ قائم گنج ضلع فرخ آباد
(272) خان غلام محمد خان آئی سی ایس میانوالی
(273) چوہدری دل محمد مولوی فاضل مبلغ قادیان
(274) میاں اللہ دتا
ولد ماہیا سکنہ پلاہ والہ ریاست جموں
(275) چوہدری نور الدین ذیلدار
چک 6/6-7 ضلع منٹگمری مع زوجگان
(276) فیروز زرگر مرحوم
ساکن کنڈی حاجی خیل موضع تہکال بالا ضلع پشاور
(277) قاضی محمد رشید
اسسٹنٹ فیروزپور آرسنل مع اہلیہ
(278) پیر صلاح الدین بی اے پلیڈر فیروزپور
(279) والدہ مسعود احمد امرتسری
(280) ہمشیرہ مسعود احمد امرتسری
(281) سعیدہ بیگم
بنت سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(282) سلیمہ بیگم
بنت سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(283) امۃ الحفیظ بیگم
بنت سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(284) سیٹھ محمد اعظم حیدرآباد دکن
(285) عزیز بیگم
اہلیہ سیٹھ محمد اعظم حیدرآباد دکن
(286) امۃ الحیٔ بیگم
بنت سیٹھ محمد غوث حیدرآباد دکن
(287) محمودہ بیگم
اہلیہ محمد معین الدین حیدرآباد دکن
(288) عبدالعزیز سکنہ چک سکندر ضلع گجرات
(289) ڈاکٹر نذیر احمد
ولد سردار عبدالرحمٰن افریقہ
(290) محمد بخش احمدی سنور
ریاست پٹیالہ مع اہلیہ اش کرامت النساء صاحبہ
(291) چوہدری کریم الدین بھٹی چک
313/69 پنشنر مہاجر قادیان متوطن سیالکوٹ
(292) محمد شفیع
ولد شیخ میر محمد نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ
(293) اللہ جوایا احمدی
ساکن چنیوٹ حال آگرہ بیعت تقریباً 1913ء
(294) مریم خاتون زوجہ مولوی اللہ دتا صاحب
مرحوم جموں حال مہاجر قادیان
(295) سردار بشارت احمد افریقہ
ابن ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے قادیان
(296) ڈاکٹر فتح الدین احمدی
جانگپوری ثم قادیانی
(297) مریم شاہنواز خاں
بنت میاں عبدالرزاق سیالکوٹی
(298) بی بی نسیمہ خاتون جدہ محترمہ حضرت سارہ
بیگم رضی اللہ عنہا موضع جمگاؤں ضلع بھاگل پور بہار
(299) شیخ عبداللہ اور سکاٹ گلاسگو سکاٹ لینڈ
(300) عزیز بانو بنت منشی فیاض علی
سراوہ، ضلع میرٹھ
(301) بابو خوشی محمد، پارسل کلرک
ضلع سوہدرہ کوپرہ، ضلع گوجرانوالہ
(302) نصرت سلطانہ بیگم صاحبہ گجراتی ثم لاہوری
(303) منشی عبدالکریم
موضع نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ
(304) سید محمد حسین شاہ ولد عطا محمد شاہ مختار عام
صاحبزادگان مسیح موعودؑ، والد ڈاکٹر محمد جی احمدی
(305) کیپٹن ڈاکٹر محمد جی احمدی ولد سید محمد حسین
شاہ میڈیکل افسر نزکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ
(306) برکت النساء بیگم اہلیہ سید محمد حسین شاہ مختار
عام صاحبزادگان مسیح موعودؑ، والد ڈاکٹر محمد جی احمدی

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ

(عبادت الٰہی، شفقت علیٰ خلق اللہ، مہمان نوازی، بچوں و ماتحتوں سے حسن سلوک، غریبوں سے ہمدردی)

(سید طفیل احمد شہباز، مربی سلسلہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

قرآن مجید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے پتا چلتا ہے کہ اس اُمت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے مسیح موعود کا آنا مقدر تھا جس نے اُن اخلاق فاضلہ کو جو دنیا سے مفقود ہو چکے تھے، دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور بندوں کا اپنے ربّ سے دوبارہ تعلق استوار کرنا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خالق و مالک خدائے واحد و یگانہ سے بے حد محبت تھی۔ ہم آپؑ کی تحریرات اور مختلف واقعات کو پڑھ کر صرف ایک اندازہ لگاتے ہیں کہ آپؑ اپنے خدا سے بے حد محبت کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی شدید محبت تھی؟ اور کیسے کیسے محبت کے جذبات آپؑ کے دل میں موجزن تھے؟ اس کا صحیح صحیح اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ آپؑ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی پیروی کی۔ تمام اُن باتوں سے آپ نے پرہیز کیا جن سے پرہیز کرنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے اور تمام وہ احکامات بجا لائے جن کے بجا لانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اپنے خدا پر کامل توکل اور کامل بھروسہ کرنے والے تھے۔ ایک لمحہ کیلئے بھی کسی انسان پر، کسی دنیاوی ساز و سامان پر بھروسہ نہیں کیا اور نہ کسی کو خدا کے سوا اپنا معین و مددگار سمجھا۔ دوسری طرف حقوق العباد کے بھی وہ نمونے پیش فرمائے جو ایک نبی کے شایان شان ہوتے ہیں۔

نماز سے شدید محبت

بچپن ہی سے آپؑ کو نماز کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک گویا ایک نشہ کی صورت میں آپ کے دل و دماغ پر طاری رہا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپ کے ابتدائی سوانح میں یہ عجیب واقعہ درج کیا ہے کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد میں آپ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ ”نامراد ے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔“ یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی ان لہروں کا پتہ چلتا ہے جو مافوق العادت رنگ میں شروع سے آپ کے وجود پر نازل ہو رہی تھیں۔ انتہائی کم عمر میں نماز سے عشق و محبت کا یہ واقعہ آپ کے عشق الٰہی اور تعلق باللہ پر دلالت کرتا ہے۔

نماز کی محبت بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ آپ دن بھر مسجد میں ہی پڑے رہتے اور اسلامی کتب کے مطالعہ میں غرق رہتے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارنے کے باعث لوگوں میں ”مسیتڑ“ مشہور تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ

اَلْمَسْجِدُ مَكَانِيْ وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِيْ
وَذِكْرُ اللّٰهِ مَالِيْ وَ خَلْقُ اللّٰهِ عَيَالِيْ

فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یاد الٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا اعیال اور خاندان ہے۔
(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 53)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشکل سے مشکل حالات میں بھی نماز کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ بروقت نماز کی ادائیگی فرماتے۔ نماز دراصل اللہ کو یاد کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ یعنی مجھے یاد کرنے کیلئے نماز قائم کر۔ پس نماز کو ہر حال میں مقدّم کرنا یہ آپؑ کے تعلق باللہ کی ایک بڑی علامت ہے۔ اس ضمن میں دو واقعات پیش ہیں:

میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں

مورّخِ احمدیت محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

مقدمات خواہ کتنے پیچیدہ، اہم اور آپ کی ذات یا خاندان کیلئے دور رس نتائج کے حامل ہوتے آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ریکارڈ ہے کہ آپ نے ان مقدمات کے دوران میں کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہونے دی۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آتا تو اس کمال محویت اور ذوق شوق سے مصروف نماز ہو جاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کیلئے آئے ہیں کوئی اور کام آپ کے مدنظر نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے عجز و نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہو جاتی مگر آپ کے استغراق، توکل علی اللہ اور حضور قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزاری نہ کر لیتے اسکے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

”میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کیلئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔“
(تاریخ احمدیت، جلد اوّل، صفحہ 77)

نماز میں حضرت مسیح موعودؑ کی محویت کا یہ عالم تھا کہ آس پاس کے تمام حالات کو بھلا کر صرف اور صرف مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو جاتے تھے قرب و جوار کا کوئی بھی ہوش نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جالندھر میں قیام پذیر تھے تو میں اوپر کوٹھے پر گیا۔ حضور تنہائی میں بہت لمبی نماز پڑھتے تھے اور رکوع سجود لمبے کرتے تھے۔ ایک خادمہ غالباً مائی تابی اس کا نام تھا جو بہت بڑھیا تھی۔ حضور کے برابر مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر چلی گئی۔ میں دیر تک بیٹھا رہا۔ جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے یا پیچھے۔ حضور نے فرمایا، اُسے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے کہا حضور تابی تو ابھی حضور کے برابر نماز پڑھ کر چلی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو خبر نہیں۔ وہ کب کھڑی ہوئی اور کب چلی گئی۔ (سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ چہارم، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اےؓ، صفحہ 122، روایت 1155، مطبوعہ قادیان 2008)

میں تو نوکر ہو گیا ہوں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کاہلواں نے کہ میں بڑے مرزا صاحب کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اس کا منشاء ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرا دوں۔ جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اسکے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچا دیا۔ مرزا صاحب آئے اور جواب دیا ”میں تو نوکر ہو گیا ہوں“ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا ہاں ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ اول، صفحہ 43، روایت 52)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز اور خاص طور پر نماز تہجد کا خاص خیال کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مَیں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے مَیں نے آپ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جب کہ مَیں بالکل بچہ تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کیلئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سُنّتیں گھر میں پڑھ کر نماز کیلئے مسجد میں جاتے اور با جماعت نماز پڑھتے۔ نماز کبھی خود کراتے کبھی میاں جان محمد امام مسجد کراتا۔ نماز سے آکر تھوڑی دیر کیلئے سو جاتے۔ مَیں نے آپ کو مسجد میں سنت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ سنت گھر پر پڑھتے تھے۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ سوم، روایت 491)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کو سنوار کر پڑھنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔ اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنوار کر پڑھنے سے یہ مراد ہے کہ دل لگا کر پوری توجہ کے ساتھ ادا کی جائے۔ اور نماز میں خشوع خضوع پیدا کیا جائے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسی کیفیت پیدا کرلے تو وہ گویا ایک مضبوط قلعہ میں آجاتا ہے۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ سوم، روایت 687)

نماز وقت پر ادا کی جائے

نماز وقت پر ادا کرنے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاص خیال کیا کرتے تھے۔ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ مَیں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا مَیں اسکی اجازت نہیں دے سکتا اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جاسکتی ہے۔ مائی کاکو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طور پر رائج ہوگیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھالیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کرسکیں۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ سوم، روایت 851)

نمازِ تہجد کی برکات اور فضائل

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضورؑ نے فرمایا کہ ''مشکلات کیا چیز ہیں؟ دس دن کوئی نماز تہجد پڑھے، خواہ کیسی ہی مشکل ہو خدا تعالیٰ حل کردے گا (اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ)

(سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ چہارم، روایت 1253)

شفقت علیٰ خلق اللہ

شفقت علیٰ خلق اللہ کے سلسلہ میں سب سے پہلے ہمارے سامنے وہ مقدس عہد آتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی حکم کے ماتحت ہر بیعت کرنے والے سے لیتے تھے اور اس پر جماعت احمدیہ کی بنیاد قائم ہوئی گویا یہ احمدیت کا بنیادی پتھر ہے اس عہد کی شرط نمبر 9 کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا عہد کرے کہ ''عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔''

''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔''

(اشتہار تکمیل تبلیغ، 12 / جنوری 1889ء)

یہ وہ عہد بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی حکم کے ماتحت مقرر فرمایا اور جسکے بغیر کوئی احمدی سچا احمدی نہیں سمجھا جاسکتا۔ اب مقام غور ہے کہ جو شخص اپنی بیعت اور اپنے روحانی تعلق کی بنیاد ہی اس بات پر رکھتا ہے کہ بیعت کرنے والا تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرے گا اور اسے ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کیلئے کوشاں رہے گا اور اسے کسی نوع کی تکلیف نہیں دے گا۔ اس کا اپنا نمونہ اس بارے میں کیسا اعلیٰ اور کیسا شاندار ہونا چاہئے اور خدا کے فضل سے ایسا ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

''میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبّت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔'' (اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 344)

یہ ایک محض زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپؑ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوق خدا کی ہمدردی میں گزرتا تھا۔ اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے ارفع اخلاق کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں تک کیلئے حقیقی ماؤں کی سی تڑپ رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب جو آپؑ کے مکان ہی کے ایک حصّہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''اس دعا میں آپؑ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپؑ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کیلئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا''

(سیرۃ مسیح موعود شمائل و اخلاق حصہ سوم صفحہ 395 مولفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

ذرا غور کرو کہ آپؑ کے مخالفوں پر ایک عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے اور عذاب الٰہی بھی وہ جو ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی صداقت میں ظاہر ہوا ہے اور پیشگوئی بھی ایسی جسکے ٹلنے سے جلد باز لوگوں کی نظر میں آپؑ کی صداقت مشکوک ہوسکتی ہے۔ مگر پھر بھی آپؑ مخلوق خدا کی ہلاکت کے خیال سے بے چین ہوئے جاتے ہیں اور خدا کے سامنے تڑپ تڑپ کر عرض کرتے ہیں کہ خدایا! تو رحیم وکریم ہے تو اپنی مخلوق کو اس عذاب سے بچالے اور ان کے ایمان کی سلامتی کیلئے اپنی جناب سے کوئی اور رستہ کھول دے۔

صداقت کا ایک زبردست نشان

اس سے بڑھ کر یہ کہ جب آریہ قوم میں سے اسلام کا دشمن نمبر ایک یعنی پنڈت لیکھرام آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا تو آپؑ نے جہاں اس بات پر کہ خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ظاہر ہوا ہے طبعاً شکر اور خوشی کا اظہار فرمایا وہاں آپؑ کو پنڈت جی کی موت کا افسوس بھی ہوا کہ وہ صداقت سے محروم ہونے کی حالت میں ہی چل بسے چنانچہ فرماتے ہیں:

''ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا، زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کیلئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہوجاتا۔'' (سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 24)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ رئیس فرقہ اہل حدیث کو کون نہیں جانتا۔ وہ ایک دفعہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمہ میں آپؑ کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو کمزور کرنے کیلئے ان کے خاندان اور حسب ونسب کے متعلق بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے مگر حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں یہ کہہ کر سختی سے روک دیا کہ میں آپ کو ایسے سوالات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپؑ نے جلدی سے مولوی فضل دین صاحب کے منہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ کہیں انکی زبان سے کوئی نا مناسب لفظ نہ نکل جائے اور اس طرح اپنے آپکو خطرہ میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت وآبرو کی حفاظت فرمائی اسکے بعد مولوی فضل دین صاحب ہمیشہ اس واقعہ کا حیرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص انکی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اسکے جواب میں جب اسکی شہادت کو کمزور کرنے کیلئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ اول، روایت 248 مفہوماً)

اہل خانہ اور بچوں سے محبت

بچوں کی تربیت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کرنے اور بُری

صحبت سے بچانے کے علاوہ دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے۔ چنانچہ جو اشعار آپؑ نے اپنے بچوں کے ختم قرآن کے موقع پر آمین کے رنگ میں فرمائے وہ اس روحانی طریق تربیت کی ایک بڑی دلکش مثال ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بہت ممتاز صحابہ میں سے تھے اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے قرب کی صحبت کا بہت لمبا موقع میسر آیا تھا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ میں حضورؑ کو ملنے اندرون خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا میں ایک چارپائی پر ذرا لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی حضورؑ اس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت سے پوچھا مولوی صاحب! آپ کیوں اٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کیا حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کرتے تھے تو میں انہیں روکتا تھا تا کہ آپکی نیند میں خلل نہ آئے اللہ اللہ! شفقت کا کیا عالم تھا۔!! (سیرۃ مسیح موعود، مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ صفحہ 36)

اب ذرا غریبوں اور سائلوں پر شفقت کا حال بھی سن لیجئے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چرا لئے۔ لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور شور پڑ گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس وقت اپنے کمرے میں کام کر رہے تھے شور سن کر باہر تشریف لائے تو یہ نظارہ دیکھا کہ ایک غریب خستہ حال عورت کھڑی ہے اور اسکے ہاتھ میں تھوڑے سے چاولوں کی گٹھڑی ہے حضرت مسیح موعود کو واقعہ کا علم ہوا اور اس غریب عورت کا حلیہ دیکھا تو آپؑ کا دل پسیج گیا فرمایا یہ بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے اسے کچھ چاول دیکر رخصت کر دو۔ اور خدا کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔ (سیرۃ مسیح موعود مصنفہ عرفانی صاحب حصہ اوّل صفحہ 98)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب باہر سے اندرونِ خانہ تشریف لے جا رہے تھے کسی فقیر نے آپ سے کچھ سوال کیا مگر اس وقت لوگوں کی باتوں میں آپ فقیر کی آواز کو صاف طور پر سن نہیں سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی فقیر نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پایا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ فقیر خود بخود آ گیا اور آپ نے اسے کچھ نقدی دے دی اس وقت آپ محسوس کرتے تھے کہ گویا آپ کی طبیعت پر سے ایک بھاری بوجھ اُٹھ گیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو واپس لائے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لوگوں کی باتوں میں ملکر فقیر کی آواز رہ گئی اور آپ نے اس طرف توجہ نہیں کی لیکن جب آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں کی آوازوں سے الگ ہوئے تو اس فقیر کی آواز صاف طور پر الگ ہو کر آپ کے سامنے آئی اور آپ کو اس کی امداد کیلئے بے قرار کر دیا۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ اول، روایت 298)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کے بعد مسجد مبارک کی دوسری چھت پر مع چند احباب کھانا کھانے کیلئے تشریف فرما تھے۔ ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے، حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلائے، آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے۔ جسکی وجہ سے میاں نظام الدین کو پرے ہٹنا پڑتا رہا۔ حتّٰی کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گیا۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ میاں نظام الدین! آپ اور ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی اندر نہ گیا۔ جو لوگ قریب آ کر بیٹھتے گئے تھے ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔ (سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ چہارم، روایت 1067)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں ایک دفعہ دارالامان گیا ہوا تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ نماز ظہر سے فارغ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ دس گیارہ اور احباب بھی حاضر تھے۔ اُس وقت ایک زمیندار نے جو کہ قریباً پچاس سالہ عمر اور اَپر پنجاب کا رہنے والا معلوم ہوتا تھا، بڑی عاجزی سے حضور کی طرف مخاطب ہو کر عرض کی کہ حضور میں کسی معاملہ میں ایک شخص کے یک صد روپیہ کا ضامن ہو گیا، وہ بھاگ گیا ہے۔ ہر چند گردونواح میں تلاش کیا مگر ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔ مجھ سے اس کی حاضری کا یا زرضمانت کا مطالبہ ہے۔ ہر روز چپراسی آ کر تنگ کرتے ہیں۔ میں تنگ آ کر نکل آیا ہوں۔ وہ میرے گھر والوں کو تنگ کرتے ہوں گے۔ مجھ کو معلوم ہوا تھا کہ حضور کی دعا خدا قبول فرماتا ہے اس لئے میں اتنی دور سے چل کر آیا ہوں کہ حضور دعا فرمائیں کہ خدا جلد سے جلد مجھ کو اس مشکل سے نجات دلائے۔ حضور نے اس کا یہ دردناک حال سن کر مع حاضرین دعا فرمائی۔ اسکے بعد حضور حسب معمول براستہ دریچہ اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ وہ شخص بھی نیچے اُتر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دریچہ کھلا۔ دیکھا تو حضرت صاحب کھڑے ہیں۔ خاکسار بھی قریب ہی کھڑا تھا۔ حضور کے دونوں ہاتھوں میں روپے تھے۔ حضور نے مجھے بلا کر میرے دونوں ہاتھوں میں وہ روپے ڈال دیئے اور فرمایا کہ یہ سب اُس شخص کو دے دو جس نے ابھی دعا کروائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو مسجد سے چلا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اُسے بلوالو۔ وہ ابھی ایسی جلدی میں کہاں گیا ہوگا۔ یہ کہہ کر کھڑکی بند کر لی۔ خاکسار نے وہ سارا روپیہ حکیم فضل الدین صاحب اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے آگے ڈھیری کر دیا۔ یہ دو اصحاب اور دو تین اور دوست بھی اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ حکیم صاحب نے اُسی وقت چند آدمی اس شخص کی تلاش میں دوڑائے۔ اور مولوی صاحب روپیہ گن کر بیس بیس کی بیڑیاں لگانے لگے۔ غالباً اس لئے کہ اُس شخص کو دیتے وقت آسانی ہو۔ جب گن چکے تو ایک قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے فرمایا کہ لو دیکھو کہ اس سائل نے تو سو روپیہ کا ذکر کیا تھا۔ لیکن حضرت صاحب جو روپیہ لائے ہیں وہ تو ایک سو بیس ہے اور مجھ کو فرمایا کہ کھڑکی کی کنڈی ہلا کر حضرت صاحب سے ذکر کر دو کہ ان میں بیس روپیہ زائد آ گئے ہیں لیکن خاکسار سے مولوی صاحب کے اس ارشاد کی تعمیل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر مولوی صاحب نے حکیم صاحب کو کہا۔ مگر حکیم صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب یہ تجویز آپ کی ہے۔ آپ ہی اب ہمت بھی کریں۔ آخر مولوی صاحب نے خود اٹھ کر زنجیر ہلائی۔ اندر سے ایک خادمہ کے آنے پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ عبد الکریم ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہے۔ خادمہ کے جانے کے تھوڑی بعد حضور دریچہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ مولوی صاحب نے سارا ماجرہ بیان کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب خدا جانے وہ بیچارہ یہاں کیسے آیا ہے۔ اور اب اس کو جلد پہنچنے کیلئے کرایہ کی بھی ضرورت ہوگی۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور کرایہ کیلئے چار پانچ روپیہ کافی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس مصیبت میں وہ ہے ایسی حالت میں اس کی مشکل معاش کا بھی کیا حال ہوگا۔ آخر پانچ سات روز کا خرچ تو اسکے پاس ہو اور فرمایا یہ جو کچھ ہم لائے ہیں ٹھیک سوچ کر لائے ہیں۔ یہ سب اُس شخص کو دے دو۔ یہ فرما کر کھڑکی بند کر لی۔ اتنے میں وہ شخص بھی آ گیا۔ اُس کو روپیہ دیتے ہوئے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ''ایڈی چھیتی دعا قبول ہوندی کسے نے گھٹ ہی ڈٹھی ہوگی اور پھر وہ بھی سوائی''، یعنی اس قدر جلدی کسی کی دعا قبول ہوتی بہت کم دیکھی ہے اور پھر وہ بھی سوائی۔ (سیرۃ المہدی جلد اول حصہ سوم، روایت 1094)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مہمان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے تھے اور اکثر مہمان کو خود کھانا پیش کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ مہمان کی تواضع کے متعلق فرماتے ہیں:

''لنگرخانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدِّ نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اسکی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہئے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں

اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کیلئے قائم مقام کیا ہے یہ انکا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں کیونکہ لوگ صدہا اور ہزار ہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 170 مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحومؓ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ”میری موجودگی میں ایک دن کا ذکر ہے کہ باہر گاؤں کی عورتیں جمعہ پڑھنے آئی تھیں تو کسی عورت نے کہہ دیا کہ ”ان میں سے پسینہ کی بو آتی ہے۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا۔ جب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوا تو اس عورت پر ناراض ہوئے کہ ”تم نے انکی دل شکنی کیوں کی؟“ ان کو شربت وغیرہ پلایا اور ان کی بڑی دل جوئی کی۔ حضورؑ مہمان نوازی کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔(سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ پنجم، روایت 1540)

اہل وعیال سے شفقت اوران کی تربیت

کتاب سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ فرماتے ہیں کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا، مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

”عرصہ قریب پندرہ برس کا گزرتا ہے، جبکہ حضرت صاحب نے بارِ دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغّص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلّف اور تصنّع زیر کی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں، بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ”مرجا بیوی دی گل بڑی مَن دااے۔“

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایںہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ میں نے منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اسکے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے...... حضرت صاحب کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کیلئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے، حضرت صاحب کی بیوی صاحبہ مکرمہ نے بارہا رو رو کر دعائیں کی ہیں اور بارہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں۔ ایک روز دعا مانگ رہی تھیں۔ حضرت صاحبؑ نے پوچھا۔ آپ کیا مانگتی ہیں؟ آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ سوت کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے اسکا پاس ہے کہ آپؑ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جائیں۔“(سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ اول، روایت 289)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی اپنے بچوں کو پیار سے چھیڑا بھی کرتے تھے اور وہ اس طرح سے کہ کبھی کسی بچہ کا پہنچہ پکڑ لیا اور کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہے یا بچہ لیٹا ہوا ہو تو اس کا پاؤں پکڑ کر اس کے تلوے کو سہلانے لگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کی اس روایت نے میرے دل میں ایک عجیب درد آمیز مسرت و امتنان کی یاد تازہ کی ہے کیونکہ یہ پہنچہ پکڑ کر خاموش ہو جانے کا واقعہ میرے ساتھ بھی (ہاں اس خاکسار عاصی کے ساتھ جو خدا کے مقدس مسیح کی جوتیوں کی خاک جھاڑنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا) کئی دفعہ گذرا ہے۔ وَذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ورنہ ”ہم کہاں بزم شہریار کہاں۔“(سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ دوم، روایت 332)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچے باہر کھیلنے جاتے تھے اور کبھی نادانی میں گالیاں بھی جب سیکھ کر آجاتے تو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور نصیحت کا بالکل جداگانہ انداز تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی ارجمند خان صاحب بنت حکیم محمد زمان صاحب مرحوم نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے حضرت ام المؤمنین صاحبہ سے سنا ہے کہ جبکہ ابھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ چھوٹے بچے تھے تو باہر سے کسی سے یہ گالی سن آئے تھے کہ ”سؤر کا بچہ گو کھانا۔“ جب آپ نے گھر میں اس کو ایک دو مرتبہ بولا تو حضور مسیح موعود علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ ”محمود! محمود! ادھر آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ اس طرح کہا کرو کہ ”باپ کا بچہ گڑ کھانا۔“ پھر میاں صاحب اسی طرح کہتے تھے۔(سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ پنجم، روایت 1544)

بچوں کو بدنی سزا دینے کے بہت مخالف تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے بہت مخالف تھے۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے کے بہت مخالف تھے اور جس استاد کے متعلق یہ شکایت آپ کو پہنچتی تھی کہ وہ بچوں کو مارتا ہے، اس پر بہت ناراض ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو استاد بچوں کو مار کر تعلیم دینا چاہتا ہے، یہ دراصل اسکی اپنی نالائقی ہوتی ہے اور فرماتے تھے دانا اور عقلمند استاد جو کام حکمت سے لے لیتا ہے وہ کام نالائق اور جاہل استاد مارنے سے لینا چاہتا ہے۔ ایک دفعہ مدرسہ کے ایک استاد نے ایک بچے کو کچھ سزا دی تو آپ نے سختی سے فرمایا کہ پھر ایسا ہوا تو ہم اس استاد کو مدرسہ سے الگ کر دیں گے۔ حالانکہ ویسے وہ استاد بڑا مخلص تھا اور آپ کو اس سے محبت تھی۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ استاد عموماً اپنے غصہ کے اظہار کیلئے مارتے ہیں۔(سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ دوم، روایت 398)

بڑوں کا ادب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو بڑوں کا ادب سکھانے میں بہت مشتاق رہا کرتے تھے۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس حجرہ میں کھڑے تھے جو عزیزم میاں شریف احمد کے مکان کے ساتھ ملحق ہے۔ والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ میں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا حضرت مسیح موعود نے فرمایا میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔(سیرۃ المہدی، جلد اول حصہ اول، روایت 38)

جانوروں پر رحم کی تلقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو جانوروں پر رحم کی تلقین فرماتے تھے چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے کہ ایک دفعہ میاں (یعنی خلیفۃ المسیح ثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کیلئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ اول، روایت 178)

بچوں کی دلجوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے حد مصروف ہوتے تب بھی اپنے بچوں کی کسی بات

کی بار بار فرمائش پر بھی ان کو منع نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ سیرۃ المہدی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں بشیر احمد صاحب (یعنی خاکسار مؤلف) جب چھوٹے تھے تو ان کو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے ''ابا چٹی'' حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھڑی میں جاتے۔ شکر نکال کر ان کو دیتے اور پھر تصنیف میں مصروف ہوجاتے۔ تھوڑی دیر میں میاں صاحب موصوف پھر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے پہنچ جاتے اور کہتے ''ابا چٹی'' (چٹی شکر کو کہتے تھے کیونکہ بولنا پورا نہ آتا تھا اور مراد یہ تھی کہ چٹے رنگ کی شکر لینی ہے) حضرت صاحب پھر اُٹھ کر ان کا سوال پورا کر دیتے۔ غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے بلکہ ہر دفعہ ان کے کام کیلئے اٹھتے تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد اول حصہ اول، روایت 972)

بچوں کی امانت کا خیال

کبھی ایسا ہوتا کہ بچے کھیل رہے ہیں اور چھوٹے چھوٹے پتھر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جیب میں ڈال دیئے اور خیال کیا کہ بعد میں لے لیں گے چنانچہ امانت سمجھ کر آپؑ ان چیزوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل شاہ صاحب مرحوم حضور کے پاؤں دبا رہے تھے اور حضرت صاحب کسی قدر سو گئے۔ فضل شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں پر جیب میں کچھ سخت چیز پڑی ہے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر نکال لی تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹی ہوئی گھڑے کی چپنی اور ایک دو ٹھیکرے تھے۔ میں پھینکنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ یہ میاں محمود نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دیئے۔ آپ پھینکیں نہیں۔ میری جیب میں ہی ڈال دیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے۔ وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دیں گے۔ پھر وہ جیب میں ہی ڈال لئے۔ (سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ چہارم، روایت 1091)

خواتین کی دل جوئی

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب قادیان میں پہلی مرتبہ اینٹوں کا بھٹہ جاری ہوا تھا تو حضرت اقدس اُمّ المومنین اور دوسری بعض عورتوں کو اپنے ہمراہ سیر پر لے گئے تھے اور بھٹہ جس میں اینٹیں پک رہی تھیں دکھایا تھا۔ حضورؑ نے بتایا اور سمجھایا تھا کہ کس طرح اس میں کہاں اینٹیں رکھی جاتی ہیں۔ کیونکر آگ دی جاتی ہے؟ اور کس طرح پختہ کر کے پکائی جاتی ہیں؟ تمام باتیں بتائیں اور سمجھائی تھیں۔ (سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ پنجم، روایت 1464)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ فرماتے ہیں: سکینہ بیگم اہلیہ ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم فرید آبادی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ اماں جان کو ساتھ لے کر حضور سیر کو جاتے تو ہم عورتیں بھی ساتھ ہولیتیں، تو حضور راستے میں اماں جان سے باتیں کرتے۔ مگر اتنی عقل نہیں تھی کہ سنتی حضرت صاحب کیا باتیں کرتے ہیں۔ سارے راستے میں میں شرارتیں کرتی جاتی مگر حضور نے کبھی منع نہ کرنا۔ کئی بار ساتھ سیر کو میں گئی اور جب حضور اپنے سسرال میں جاتے یعنی دہلی تو وہاں بھی کئی بار میں نے ان کو دیکھا کیونکہ وہاں پر میرے میکے تھے اور مرزا محمد شفیع کے گھر بہت آنا جانا تھا۔ تو حضور بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ غرض میں جہاں بھی حضور کو دیکھتی وہیں کھڑی ہو جاتی اور بڑے غور سے آپ کو دیکھتی اور اپنے دل میں خوش ہوتی اور اگر باہر سے آتے ہوئے دیکھنا آپ کو، تو ادھر انہوں نے اندر قدم رکھا اور سب کو سلام کرنا جس کا انہوں نے جواب دینا پھر میں نے جلدی سے سلام کرنا جس کا انہوں نے جواب دینا۔ (سیرۃ المہدی، جلد دوم حصہ پنجم، روایت 1575)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمہ قسم کے اخلاق کے متحمل تھے۔ آپؑ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور غلامی میں بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاق کے مصداق تھے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق واوصاف کے متعلق فرماتے ہیں:

''آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغناء، حیا، غض بصر، عفّت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول وبزرگانِ دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے وعدہ، چُستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنّی، ہمت اور اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی، کظم غیظ، کف ید و کف لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم ومعرفت، خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسول، یہ مختصراً آپ کے اخلاق وعادات تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر 975)

مشہور مقولہ ہے کہ الفضل ماشہدت بہ الاعداء یعنی **اصل فضیلت وہ ہے جس کی گواہی غیر اور دشمن دیں**۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ غیر از جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کے بارہ میں کیا گواہی دیتے ہیں۔

اخبار وکیل امرتسر آپؑ کے اخلاق و عادات پر یوں رقمطراز ہے۔

''کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق وعادات اور کیا بلحاظ خدمات وحمایتِ دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز وبرگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔''

(اخبار وکیل، 30/مئی 1908، بحوالہ حیات طیبہ، مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر، سابق سوداگرمل، ص 446)

لاہور کے مشہور غیر احمدی رسالہ ''تہذیب النسوان'' کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں

''مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن انکی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی۔''

(حیات طیبہ مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل، صفحہ 446)

اسی طرح اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی خان کے والد اور اخبار زمیندار کے بانی منشی سراج الدین احمد نے لکھا:

''مرزا غلام احمد صاحب 1860ء یا 1861 کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر 22-23 سال کی ہوگی اور ہم چشمدیدہ شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبارِ ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے ہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو ومستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔

(ایضاً، صفحہ 447)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق واطوار کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانے اور اکناف عالم تک ان اخلاق کو پہنچانے کی توفیق دے اور تمام بنی نوع انسان کو حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا (آل عمران:194)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنیوالے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں

انشاء پردازی اور مذہبی مباحثوں کے دوران تائیداتِ الٰہیہ اور ایمان افروز واقعات کا ظہور

(تنویر احمد ناصر، مربی سلسلہ، نائب ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعودؓ کے بچپن کا ایک عجیب واقعہ لکھتے ہیں کہ ''محمود چار ایک برس کا تھا۔ حضرت (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی، ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں، سر اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کو ملانے کیلئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش۔ اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا...... مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں، خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مصنفہ عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 23)

اس واقعہ سے جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت خوبصورت خلق عفو و درگزر کا پتا چلتا ہے وہیں اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جو علوم کے دریا آپؑ نے بہائے وہ خدا تعالیٰ نے ایک خاص حکمت کے تحت آپؑ کو اپنی جناب سے عطا فرمائے تھے۔ جس زمانہ میں آپؑ کا ظہور ہوا اس وقت اسلام چاروں طرف سے دشمنان اسلام کے الزامات و اعتراضات سے گھرا ہوا تھا۔ خصوصاً عیسائی اور آریہ سماجی نہایت گندی اور اشتعال انگیز تحریرات اسلام کے خلاف شائع کر رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر آپؑ کا دل ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ آپؑ کی اس بے قراری کا اندازہ آپؑ کی اس دعا سے ہوتا ہے، اپنے مولا کے حضور آپؑ عرض کرتے ہیں: ''خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے انکی زہر کو دور کر دیں۔'' (شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 398)

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور آپؑ کی تضرعات کو سنا اور معاندین اسلام کے اعتراضات کا قلع قمع کرنے کیلئے عربی، فارسی اور اردو زبانوں پر آپؑ کو کامل دسترس عطا فرمائی اور انہیں آپؑ کا کامل مطیع اور فرمانبردار کر دیا اور یہ ملکہ آپ کو عطا فرمایا کہ خواہ کیسا ہی موضوع ہو آپؑ بڑی آسانی کے ساتھ مدلل اور مبسوط مضمون قلمبند کرتے اور جس زبان میں لکھتے اس کے نہایت موزوں الفاظ اپنی اپنی جگہ پر موتیوں کی طرح جڑے نظر آتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل اور بروز کے طور پر مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور آپؐ کی بعثت ثانیہ کا زمانہ تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بطریق احسن ہوگئی لیکن چونکہ دیگر زبانوں تک دین اسلام کے پہنچنے میں بہت سی مشکلات تھیں اس لیے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت ہدایت کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ پر ملتوی کر دیا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی رہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کیلئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤنگا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔'' (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 262)

اللہ تعالیٰ نے جو فصاحت و بلاغت بطور نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی اسکے متعلق آپؑ فرماتے ہیں: ''میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

نیز فرمایا: ''براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائے گی جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 235)

آپ فرماتے ہیں: ''اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔ كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ۔ اور جو مَیں نے اب تک عربی میں کتابیں بنائی ہیں جن میں سے بعض نثر میں ہیں اور بعض نظم میں جس کی نظیر علماء مخالف پیش نہیں کر سکے ان کی تفصیل یہ ہے۔ رسالہ ملحقہ انجام آتھم صفحہ 73 سے صفحہ 282 تک۔ التبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ سیرت الابدال۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ تحفہ بغداد۔ اعجاز المسیح۔ اتمام الحجۃ۔ حجۃ اللہ۔ سر الخلافۃ۔ مواہب الرحمن۔ اعجاز احمدی۔ خطبہ الہامیہ۔ الہدیٰ۔ علامات المقربین ملحقہ تذکرۃ الشہادتین۔ اور وہ کتابیں جو عربی میں تالیف ہو چکی ہیں مگر ابھی شائع نہیں ہوئیں یہ ہیں۔ ترغیب المؤمنین۔ لجۃ النور۔ نجم الہدیٰ۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 235 حاشیہ)

آپؑ انشا پردازی میں خدا تعالیٰ کی غیبی تائید و نصرت کے متعلق فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی، دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (1) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقّت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقّت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر ان مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (2) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلۂ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب ان کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں

اپنی حِسّ سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک بسیاریٔ عیال کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلُوّ کی طرح لفظ ضفف ڈالا گیا جس کے معنے ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے معنی ہیں غم و غصّہ سے چپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دِل پر وحی ہوئی کہ وَجُوم۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے ہوئے فقرات وحی متلُوّ کی طرح دِل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا ان کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرّف سے۔ اور بعض اوقات کچھ مدّت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے برنگ وحی متلُوّ القاء ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے۔ چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے۔ مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔ اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القاء ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریت کے قصے بیان کر کے ان کو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب تھا گو یہودیوں کیلئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے مَیں ایک دنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بلاتا ہوں۔ ورنہ انسان کیا چیز اور ابنِ آدم کیا حقیقت کہ غرور اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے۔‘‘ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 434 تا 436)

اپنی تصانیف میں نصرتِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 403)

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام کتب خدا تعالیٰ کی خاص تائید سے تصنیف فرمائی ہیں۔ کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ جب تحریر کی گئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی کے رنگ میں بشارت ملی کہ ’’مضمون بالا رہا‘‘ آپؑ کی تحریرات نہ صرف علمی معارف پر مشتمل ہیں بلکہ لوگوں کو زندگی بخشتی ہیں، ایسی ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں جن سے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آپؑ اپنی تحریرات کی اہمیت کے بارہ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کیلئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جُرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُسکے سر چشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اسکو کوئی بند نہیں کر سکتا سو تم مقابلہ کیلئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (بنی اسرائیل: 37) بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ اور پھر اس دکھ کے مقام میں تمہیں یہ کہنا پڑے کہ مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 104)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خدمت کیلئے 1872ء سے ہی قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور منشور محمدی (جو کہ بنگلور کرناٹک) سے شائع ہوتا تھا میں مضامین تحریر فرما کر ارسال فرمانے لگے۔ آپؑ کی کتابوں کو ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے جمع کر کے 23 جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ ہے۔ جو 1880 سے 1884 کے درمیان 4 جلدوں میں شائع ہوئی۔ یہ ایک معرکۃ الآراء تصنیف تھی جسکے منظر عام پر آنے سے برصغیر ہندو پاک کی مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔

یہ کتاب ایسے وقت میں تصنیف کی گئی کہ جب انگریزی دور حکومت بام عروج پر تھا جسکے زیر سایہ عیسائی مشن پوری قوت سے عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم عمل تھے۔ پورے ہندوستان میں عیسائی مشنز قائم کئے گئے۔ عیسائیوں کی طرف سے اسلام و بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں صدہا کتب شائع کی گئیں اور کروڑہا کی تعداد میں مفت پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ مسلم عوام کا یہ حال تھا تو علماء اسلام آپس میں ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے میں مصروف تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں قرآنِ مجید کو کلام الٰہی اور مکمل و بے نظیر کتاب ثابت کیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دعویٰ نبوت و رسالت میں صادق ہونا ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کیا اور اِن دلائل کے بالمقابل کسی دشمنِ اسلام کے ایسے دلائل کے ثُلث یا رُبع یا خُمس پیش کرنے والے کیلئے 10 ہزار روپئے کا انعام مقرر کیا اور ہر مخالفِ اسلام کو مقابلہ کیلئے دعوت دی۔ آپ علیہ السلام نے یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، برہموسماجیوں، بت پرستوں، دہریوں، اباحتیوں اور لامذہبوں وغیرہ سب کے وساوس کے مسکت جواب دیئے اور مخالفین کے اصولوں پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق کے ساتھ عقلی بحث کی۔ تمام فرقوں کے مقابلہ میں اِس کتاب کے تالیف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ کتاب تمام فرقوں کے مقابلہ پر حقیت اسلام اور سچائی عقائدِ اسلام کی ثابت کرتی ہے اور عام تحقیقات سے حقانیت فرقان مجید کی بپایہ ثبوت پہنچاتی ہے...... ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی کہ جو ہر ایک فرقہ کے مقابلہ پر سچائی اور حقیت اسلام کی دلائل عقلیہ سے ثابت کرے کہ جن کے ماننے سے کسی انسان کو چارہ نہیں۔ سوالحمدللہ کہ ان تمام مقاصد کے پورا کرنے کیلئے یہ کتاب طیار ہوئی دوسری اس کتاب میں یہ بھی خوبی ہے جو اس میں معاندین کے بیجا عذرات رفع کرنے کیلئے اور اپنی حجت ان پر پوری کرنے کیلئے خوب بندوبست کیا گیا ہے یعنی ایک اشتہار تعدادی دس ہزار روپیہ کا اسی غرض سے اس میں داخل کیا گیا ہے کہ تا منکرین کو کوئی عذر اور حیلہ باقی نہ رہے اور یہ اشتہار مخالفین پر ایک ایسا بڑا بوجھ ہے کہ جس

سے سبکدوشی حاصل کرنا قیامت تک ان کو نصیب نہیں ہوسکتا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 8)

اِس کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہوا۔ ارتداد کا طوفان تھم گیا۔ کئی مسلم علماء نے اِس کتاب کی تعریف کی۔ جن میں مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے اشدترین معاند احمدیت بھی شامل ہیں۔

براہین احمدیہ کا ردّ لکھنے والے کیلئے آپ نے دس ہزار روپئے کا نقد انعام مقرر فرمایا۔ اِس اعلان کے بعد کئی مخالفینِ اسلام نے اِس کتاب کا ردّ لکھنے کا اعلان کیا تو ایسے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرمایا: ’’آپ سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں افلاطون بن جاویں بیکن کا اوتار دھاریں ارسطو کی نظر اور فکر لاویں اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کیلئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے الٰہہ باطلہ۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 56، 57)

ماسٹ مرلی دھر صاحب سے مباحثہ اور عظیم الشان خدائی تائید ونصرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر ہوشیار پور کے دوران مارچ 1886 میں آریہ سماج کے ایک ممتاز رکن ماسٹر مرلی دھر کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریہ سماج پر زبردست تنقید کی اور معجزات وخوارق قرآنی، عجائبات عالم، روح کے خواص، کشف قبور، انسان کامل اور قانون قدرت جیسے اہم مسائل پر بڑی لطیف روشنی ڈالی۔ یہ مباحثہ تحریری تھا۔ ماسٹر مرلی دھر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدائی تائید و نصرت سے بھرے ہوئے جوابات سے عاجز آکر مباحثہ بیچ میں ہی چھوڑ دیا۔ بعد میں یہ مباحثہ کتاب ’’سرمہ چشم آریہ‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کا ردّ لکھنے والے کو پانچ صدروپیہ انعام دینے کا چیلنج بھی دیا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ کتاب یعنے سرمہ چشم آریہ بتقریب مباحثہ لالہ مرلی دھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر ہوشیارپور جو عقائد باطلہ وید کی بکلّی بیخ کنی کرتی ہے اس دعویٰ اور یقین سے لکھی گئی ہے کہ کوئی آریہ اس کتاب کا ردّ نہیں کرسکتا کیونکہ سچ کے مقابل پر جھوٹ کی کچھ پیش نہیں جاتی اور اگر کوئی آریہ صاحب ان تمام وید کے اصولوں اور اعتقادوں کو جو اس کتاب میں ردّ کئے گئے ہیں سچ سمجھتا ہے اور اب بھی وید اور اس کے ایسے اصولوں کو ایشر کرت ہی خیال کرتا ہے تو اسکو اسی ایشر کی قسم ہے کہ اس کتاب کا ردّ لکھ کر دکھلاوے اور پانسو روپیہ انعام پاوے۔ یہ پانسو روپیہ بعد تصدیق کسی ثالث کے جو کوئی پادری یا برہمو صاحب ہوں گے دیا جائے گا۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 321)

لیکن آج تک کوئی بھی اِس چیلنج کو قبول کر کے اِس کتاب کا ردّ نہیں لکھ سکا۔

علماء وقت کو تحریری مباحثہ کی دعوت اور عظیم الشان خدائی تائید ونصرت

حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ سے 26/ مارچ 1891ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ تمام مشہور علماء بالخصوص مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی، مولوی عبدالرحمن صاحب لکھوکے والے، مولوی شیخ عبداللہ صاحب تبتی، مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا اور لکھا کہ میرا دعویٰ ہرگز قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف نہیں اگر آپ حضرات مقام و تاریخ مقرر کر کے ایک عام جلسہ میں مجھ سے تحریری بحث نہیں کریں گے تو آپ خدا تعالیٰ اور اسکے راست باز بندوں کی نظر میں مخالف ٹھہریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار پر اور تو کوئی سامنے نہ آیا لیکن مولوی محمد حسین بٹالوی نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب کو چاہئے کہ وہ مجھ سے مباحثہ کرلیں۔ یہ مناظرہ تحریری تھا اور 20 سے 29 جولائی 1891 تک جاری رہا۔ حضرت اقدسؑ کا مولوی محمد حسین صاحب سے مباحثہ شروع ہوا۔

یہ مناظرہ تحریری تھا اور 20 سے 29 جولائی 1891ء تک یعنی دس روز جاری رہا۔ مباحثہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخاری شریف رکھ لیتے اور قلم برداشتہ لکھتے جاتے جب مضمون تیار ہو جاتا تو پڑھ کر سنا دیا جاتا۔ مگر ادھر بڑی مشکل سے مضمون تیار کیا جاتا۔ اور بڑی دقت سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنا مضمون تیار کر کے سناتے۔

ایک معجزہ

(حضرت پیر سراج الحق صاحب کی روایت کے مطابق) اس مباحثہ کے دوران میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بخاری کا ایک حوالہ طلب کیا۔ اس وقت وہ حوالہ حضرت اقدسؑ کو یاد نہیں تھا۔ اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا۔ مگر حضرت اقدسؑ نے بخاری شریف کا نسخہ منگایا اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد اس کا ایک ایک ورق الٹنے لگے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور فرمایا۔ لو یہ دیکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق الٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا۔ اس لئے میں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزانہ تصرف فرمایا کہ اس جگہ کے سوا جہاں حوالہ درج تھا باقی تمام اوراق آپ کو خالی نظر آئے۔

(تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ 402 تا 408 ملخص)

اس مباحثہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث اور قرآن شریف کے مقام پر سیر کن بحث کی ہے اور آئندہ کے لیے تمام بحثوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس مباحثہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے بہت چالاکیاں کیں لیکن وہ سب ان پر الٹی پڑیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے قرآن کی طرف لاتے تھے لیکن وہ اپنے بچاؤ کیلئے حدیث کی طرف بھاگتا تھا۔ اصل بحث وفات وحیاتِ مسیح پر ہونی تھی لیکن وہ اس سے بھی گریز کرتا رہا۔ آخری روز جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پرچہ سنانا شروع کیا تو مولوی صاحب کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور ایسی گھبراہٹ ہوئی اور اس قدر حواس باختہ ہوئے کہ نوٹ کرنے کیلئے جب قلم اٹھایا تو زمین پر قلم مارنے لگے دوات جوں کی توں رکھی رہ گئی اور قلم چند بار زمین پر مارنے سے ٹوٹ گیا اور جب یہ حدیث آئی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو حدیث معارض قرآن ہو وہ چھوڑ دی جائے اور قرآن کو لے لیا جائے تو اس پر مولوی محمد حسین صاحب کو نہایت غصہ آیا اور کہا یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے اور جو یہ حدیث بخاری میں ہو تو میری دونوں بیویوں پر طلاق ہے اس طلاق کے لفظ سے تمام لوگ ہنس پڑے اور مولوی صاحب کو مارے شرم کے اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور بعد کوئی روز تک لوگوں سے مولوی صاحب کہتے رہے کہ نہیں نہیں میری دونوں بیویوں پر طلاق نہیں پڑی اور نہ میں نے طلاق کا نام لیا ہے۔ پہلے تو چند لوگوں کو اسکی خبر تھی لیکن اب مولوی صاحب ہی نے ہزاروں کو اسکی اطلاع کر دی۔ کئی ماہ بعد جبکہ یہ مباحثہ شائع ہو چکا تھا دلی میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بہت سے علماء نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر زبردست تنقید کی کہ تم نے جو مرزا صاحب سے لدھیانہ میں مباحثہ کیا ہے اس میں تم نے کیا کیا اور کیا کر کے دکھایا اصل بحث تو کچھ بھی نہ ہوئی بٹالوی صاحب نے جواب دیا کہ اصل بحث کس طرح کرتا، اسکا پتہ ہی نہیں۔ قرآن شریف میں مسیحؑ کی حیات یا رفع الی السماء کا کوئی ذکر نہیں۔ حدیثوں سے صرف نزول ثابت ہوتا ہے میں مرزا صاحب کو حدیثوں پر لاتا تھا اور وہ مجھے قرآن کی طرف لے جاتے تھے۔ پھر ان علماء نے کہا کہ مرزا صاحب نے تو بحث چھاپ دی تم نے اب تک کیوں نہ چھاپی۔ بٹالوی صاحب نے کہا اشاعۃ السنہ میں چھاپوں گا۔ انہوں نے کہا اس بحث کو الگ رسالہ کی شکل میں مکمل کر کے چھپوانا تھا۔ اس طرح علماء نے انہیں بہت شرمندہ کیا۔

(ایضاً، صفحہ 410 مفہوماً)

مباحثۃ الحق دہلی اور انشاپردازی کا عظیم الشان معجزہ

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ کی تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی بھی تشریف لے گئے۔ 29/ستمبر 1891ءکو دلی پہنچے اور نواب لوہارو کی دو منزلہ کوٹھی واقع محلہ بلیماراں میں قیام فرما ہوئے اور سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور شمس العلما مولوی عبدالحق صاحب کو وفات مسیحؑ پر تحریری مباحثہ کی دعوت دی۔ مولوی عبدالحق صاحب نے تو معذرت کر لی لیکن مولوی نذیر حسین صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کی انگیخت پر مباحثہ کیلئے آمادہ ہو گئے۔ اسکے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے رفقا کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا جو بازار گرم ہوا اور کس طرح شیر خدا نے دہلی کی جامع مسجد میں مولوی نذیر حسین کو للکارا وہ تاریخ احمدیت کا ایک کھلا باب ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب تو کسی طرح اس مباحثہ کا تلخ گھونٹ پینے سے بچ گئے لیکن مولوی محمد بشیر صاحب مباحثہ کیلئے آمادہ ہو گئے اور 23/اکتوبر 1891 کو مباحثہ کا آغاز ہوا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے مباحثہ شروع ہونے سے قبل اپنے دعویٰ سے متعلق مولوی محمد بشیر صاحب اور ان کے رفقاء کو مخاطب کر کے ایک پر معارف تقریر فرمائی۔ حضورؑ کی یہ تقریر ابھی جاری ہی تھی کہ مولوی محمد بشیر صاحب دوران تقریر ہی میں بول اٹھے کہ آپ اجازت دیں تو میں دالان کے پرلے گوشے میں جا بیٹھوں اور وہاں کچھ لکھوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ بہت اچھا! چنانچہ مولوی صاحب دالان کے اس گوشہ میں جا بیٹھے اور جو مضمون گھر سے لکھ کر لائے تھے نقل کروانے لگے۔ حالانکہ شرط یہ تھی کہ کوئی اپنا پہلا مضمون نہ لکھے بلکہ جو کچھ لکھنا ہوگا وہ اسی وقت جلسہ بحث میں لکھنا ہوگا۔ اس خلاف ورزی پر مولانا عبدالکریم صاحب نے کہا یہ تو خلاف شرط ہے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ حضور اجازت دیں تو میں مولوی صاحب سے کہہ دوں کہ آپ لکھا ہوا تو لائے ہیں یہی دے دیجئے تا کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کی بکراہت اجازت دے دی۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب لکھے ہوئے مضمون کو نقل کرانے کی کیا ضرورت ہے دیر ہوتی ہے لکھا ہوا مضمون دے دیجئے۔ تا کہ ادھر سے جلدی جواب لکھا جائے۔ مولوی صاحب نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے گھبرا کر جواب دیا۔ نہیں نہیں! میں مضمون لکھ کر تو نہیں لایا صرف نوٹ لکھ لایا تھا، جنہیں مفصل لکھ رہا ہوں۔ حالانکہ وہ مضمون کو حرف بحرف ہی لکھوا رہے تھے اسکے جواب میں پیر صاحب نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر حضرت اقدسؑ نے انہیں روک دیا اور حضور نے منشی ظفر احمد صاحب سے یہ فرمایا کر کہ جب مولوی صاحب مضمون دیں تو مجھے بھیج دیا جائے، بالا خانے پر تشریف لے گئے اور مولوی صاحب کے مضمون دینے پر منشی صاحب نے وہ لے جا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب کے مضمون پر پہلے صفحہ سے لے کر آخر صفحہ تک بہت تیزی سے نظر فرمائی اور اس کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ جب مضمون کے دو ورق تیار ہو گئے تو حضور منشی ظفر احمد صاحب کو نیچے نقل کرنے کو دے آئے۔ ایک ایک ورق لے کر مولوی عبدالکریم صاحب اور عبدالقدوس صاحب نے نقل کرنا شروع کیا۔ اسی طرح منشی صاحب حضرت صاحب کا مسودہ لاتے اور یہ دونوں صاحب نقل کرتے رہتے۔ حضرت اقدسؑ اتنی تیزی سے لکھ رہے تھے کہ عبدالقدوس صاحب جو خود بھی بڑے زود نویس تھے متحیر ہو گئے۔ اور حضور کی تحریر پر انگلی کا پورا لگا کر سیاہی دیکھنے لگے کہ یہ کہیں پہلے کا لکھا ہوا تو نہیں۔ منشی ظفر احمد صاحب نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہوگا کہ جواب پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ حضرت اقدسؑ کی یہ حیرت انگیز قوت تصنیف دیکھ کر مولوی محمد بشیر صاحب کو حضور کی خدمت میں درخواست کرنی پڑی کہ اگر آپ اجازت دیدیں تو میں کل اپنے جائے قیام ہی سے جواب لکھ لاؤں۔ حضور نے بے تامل اجازت دیدی اور پھر مولوی صاحب نے مباحثہ کے ختم ہونے تک یہی طریقہ رکھا کہ حضرت اقدسؑ کا مضمون ملنے پر حضور سے اجازت لے کر اپنے جائے قیام پر چلے جاتے اور مضمون وہیں سے لکھ کر لاتے انہوں نے سامنے بیٹھ کر کوئی مضمون تحریر نہیں کیا۔ اس مباحثہ کی روداد ''الحق دہلی'' کے نام سے شائع ہوئی۔ (تاریخ احمدیت، جلد اول ، ملخص صفحہ 421 تا 432 مفہوماً)

کتاب آئینہ کمالات اسلام اور رسالہ التبلیغ کی اشاعت اور خدا تعالیٰ کی طرف ایک رات میں عربی زبان کا چالیس ہزار مادے کا حصول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن 1893 میں کتاب آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرمائی۔ جس میں متعدد اہم مباحث مثلاً مقام فنا، بقا، لقا، روح القدس کی دائمی رفاقت اور ملائک وجنات کے وجود کے ثبوت پر جدید زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ جنوری 1893ء کو جب کتاب کا اردو حصہ مکمل ہو چکا تو مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک مجلس میں حضرت اقدسؑ سے عرض کی کہ اس کتاب کے ساتھ مسلمان فقراء اور پیرزادوں پر اتمام حجت کیلئے ایک خط بھی شائع ہونا چاہئے۔ حضور نے یہ تجویز بہت پسند کی۔ آپ کا ارادہ تھا کہ یہ خط اردو میں لکھا جائے لیکن رات کو بعض اشارات الہامی میں آپ کو عربی میں لکھنے کی تحریک ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے پر آپ کو رات ہی رات میں عربی کا چالیس ہزار مادہ سکھا دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اسی الہامی قوت سے ''التبلیغ'' کے نام سے فصیح وبلیغ عربی میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے ہندوستان ، عرب ، ایران ، ترکی ، مصر اور دیگر ممالک کے پیرزادوں ، سجادہ نشینوں ، زاہدوں ، صوفیوں اور خانقاہ نشینوں تک پیغام حق پہنچا دیا۔ ''التبلیغ'' کے بعد عربی زبان میں حضورؑ نے وہ بے نظیر لٹریچر پیدا کیا کہ فصحائے عرب وعجم کی زبانیں اسکے مقابلے میں گنگ ہو گئیں۔ ''التبلیغ'' کے متعلق ایک عرب فاضل نے کہا کہ اسے پڑھ کر ایسا وجد طاری ہوا کہ دل میں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان پہنچوں۔ طرابلس کے ایک مشہور عالم السید محمد سعیدی شامی نے اسے پڑھتے ہی بے ساختہ کہا۔ واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا اور بالآخر اسی سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کر لی۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہماری جتنی عربی تحریریں ہیں یہ سب ایک رنگ کی الہامی ہی ہیں کیوں کہ سب خدا کی خاص تائید سے لکھی گئی ہیں۔ فرماتے تھے بعض اوقات میں کئی الفاظ اور فقرے لکھ جاتا ہوں مگر مجھے ان کے معنے نہیں آتے پھر لکھنے کے بعد لغت دیکھتا ہوں تو پتہ لگتا ہے۔

ان کتابوں کا یہ اعجازی رنگ دیکھ کر مخالف علماء کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ آپ کی تالیفات ہیں وہ قطعی طور پر سمجھتے تھے کہ آپ نے اسی غرض کیلئے علماء کا کوئی خفیہ گروہ ملازم رکھا ہوا ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب اس ''خفیہ گروہ'' کا سراغ لگانے کیلئے قادیان آئے اور رات کے وقت مسجد مبارک میں گئے۔ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی ان دنوں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں مقیم تھے مولوی صاحب نے حضرت منشی صاحب سے پوچھا کہ مرزا صاحب کی عربی تصانیف ایسی ہیں کہ ان جیسی کوئی فصیح بلیغ عبارت نہیں لکھ سکتا ضرور مرزا صاحب کچھ علماء سے مدد لے کر لکھتے ہوں گے اور وہ وقت رات ہی کا ہو سکتا ہے تو کیا رات کو کچھ آدمی ایسے آپ کے پاس رہتے ہیں جو اس کام میں مدد دیتے ہوں حضرت منشی صاحب نے کہا مولوی محمد چراغ صاحب اور مولوی معین صاحب ضرور آپ کے پاس رہتے ہیں یہی علماء رات کو امداد کرتے ہوں گے۔ حضرت اقدسؑ کو منشی صاحب کی یہ آواز پہنچ گئی اور حضور بہت ہنسے۔ کیوں کہ مولوی محمد چراغ صاحب اور مولوی معین الدین صاحب دونوں حضور کے ان پڑھ ملازم تھے اسکے بعد مولوی صاحب موصوف اٹھ کر چلے گئے۔ اگلے روز جب حضور بعد عصر مسجد میں حسب معمول بیٹھے تو مولوی صاحب موصوف بھی موجود تھے۔ حضورؑ منشی صاحب کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا وہ رات والے علماء انہیں دکھلا بھی تو دو۔ اس وقت حضور نے مولانا عبدالکریم صاحب کو بھی رات کا واقعہ سنایا وہ بھی ہنسنے لگے حضرت منشی صاحب نے محمد چراغ اور معین الدین کو بلا کر

باقی صفحہ نمبر 22 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں

روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر پہلو سے جائزہ لے کر

اپنی کمیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسوف وخسوف کی پیشگوئی کی روشنی میں

(حافظ سید رسول نیاز، مبلغ سلسلہ، نظارت نشر واشاعت قادیان)

پس منظر

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسلام کے تنزل کی پیشگوئی کی تھی وہیں آپ نے امام مہدی و مسیح موعود کی بعثت کے ذریعہ اسلام کے غلبہ اور اسکی ترقی کی بھی پیشگوئی فرمائی ہے اور اسکی صداقت کیلئے بعض علامات اور نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ ان نشانیوں کے پورا ہونے پر سعید فطرت مسلمان امام مہدی کو شناخت کر کے اور اُس کی بیعت کر کے اپنے دین کو سنوار سکیں اور اُس کا سلطان نصیر بن کر اسلام کی بلندی اور قیام توحید میں اس کی معاونت کر سکیں۔

نشانِ کسوف وخسوف کی عظیم الشان پیشگوئی

چنانچہ کسوف وخسوف کی پیشگوئی جس کے راوی حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ حضرت امام حسنؓ کے نواسے تھے اور حضرت امام زین العابدینؒ کے بیٹے تھے۔ آپ جلیل القدر تابع تھے اور مدینہ کے فقہا اور ائمہ میں شمار ہوتے تھے۔ اکابر تابعین اور تبع تابعین نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

کسوف وخسوف کی حدیث آپ ہی سے مروی ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

”قَالَ :اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لأَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ، وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ، وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوَاتِ وَ الأَرْضَ “(سُنَنُ الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یقیناً ہمارے مہدی کیلئے دو نشانیاں ہیں جو تخلیق ارض وسما سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔ چاند کو رمضان کے مہینہ میں اسکی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو گرہن لگے گا جبکہ سورج کو درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا اور یہ تخلیق ارض وسماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔

یہ حدیث شیعہ سنّی ہر دو کتب میں پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:
وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (القیامۃ: 9، 10) یعنی اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ یعنی دونوں کو گرہن لگے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متضرعانہ دعائیں

مسلمانوں کی طرف سے خصوصاً علماء کی طرف سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت تکفیر، تکذیب اور توہین کی گئی تو نصرت الٰہی و تائید ربّانی کیلئے آپؑ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف نور الحق حصّہ اوّل کے آخر میں نہایت عاجزانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ سے ایک لمبی دُعا کی ہے۔ اِس میں آپ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں:

”اے خدا! ......کیا مَیں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہو گئی......فَافْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ۔ اے خُدا تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما......اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کیلئے آ۔ مَیں کمزوروں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنایا پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تُو نے اپنے رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی۔ وَاحْفَظْنَا یَا خَیْرَ الْحَافِظِیْنَ اِنَّکَ الرَّبُّ الرَّحِیْم کَتَبْتَ عَلٰی نَفْسِکَ الرَّحْمَۃَ فَاجْعَلْ لَنَا حَظًّا مِّنْھَا وَاَرِ النُّصْرَۃَ وَارْحَمْنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔“

(نور الحق، حصہ اول، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 184، ترجمہ از عربی عبارت)

ظہور نشان کسوف وخسوف

اِس دُعا پر بمشکل ایک ماہ گزرا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس متضرعانہ دُعا کو قبول فرما لیا اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نصرت نازل فرمائی اور آپ کی صداقت پر چاند اور سُورج کو دو آسمانی شاہد بنا دیا اور اس نشان کا ظہور بالکل یوم بدر کے نشان کی طرح ہوا جسے قرآن مجید میں یوم الفرقان کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ چاند کو اسکے گرہن کی مقررہ تاریخوں (13، 14، 15) میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 رمضان 1311ھ بمطابق 23 مارچ 1894ء کو گرہن لگا اور سورج کو اسکی مقررہ تاریخوں (27، 28، 29) میں سے درمیانی تاریخ یعنی 28 رمضان بمطابق 6/اپریل 1894ء کو گرہن لگا۔ اگلے سال یعنی 1895ء میں یہی عظیم الشان نشان امریکہ میں بھی ظاہر ہوا اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی شان اور تحدی کے ساتھ اپنی سچائی میں اس نشان کو پیش کرتے ہوئے لکھا:

”ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا...... مجھے اس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ......میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کیلئے ......اور ایسا ہی خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی ہے کیونکہ جب کہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کیلئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہدی کے ظہور کیلئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 142-143)

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
(درثمین اردو)

یہ چاند اور سورج کا گرہن جسے ہزار سال سے صادق مہدی کی شناخت کا معیار قرار دیا جاتا تھا، جب ظاہر ہوا تو مولویوں نے ہدایت حاصل کرنے کی بجائے از راہِ تعصّب قسم قسم کے اعتراضات شروع کر دیئے۔ کبھی حدیث کو ضعیف اور مجروح قرار دیا اور کبھی کہا کہ اسکے راویوں میں سے بعض راوی فاسق اور مبتدع اور وضاع ہیں۔ اور کبھی کہا کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن نہیں ہوا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب نور الحق حصّہ دوم تحریر فرمائی جس میں آپ نے اسکا ایک بے نظیر نشان ہونا ثابت کیا اور علماء کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ضرورۃ الامام میں فرماتے ہیں:

”مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجودیکہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ ان کو شکست دیتا ہے اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائید الٰہی ان کی نسبت بھی ثابت ہو مگر بجائے تائید کے دن بدن ان کا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً جن دنوں میں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگے گا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑکا شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدّعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ اسکی طرف جھک جائیں۔ تب اس نشان کے چھپانے کیلئے اوّل تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہو گا بلکہ اس وقت ہو گا کہ جب ان کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اوّل رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا۔ حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنے یہ ہیں کہ چاند کو اس پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اُس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ یعنی مہینہ کی تیرھویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اسکے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔ تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جانکاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے۔ تب ان کو کہا گیا کہ جبکہ حدیث کی پیشگوئی

پوری ہوگئی تو وہ جرح جسکی بناء شک پر ہے اس یقینی واقعہ کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں۔ یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ صادق کا کلام ہے اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بدیہیات کے انکار کے حکم میں ہے اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانے میں پوری ہوجانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے منہ سے یہ کلمات نکلے تھے اس نے سچ بولا ہے۔ لیکن یہ کہنا اسکی چال چلن میں ہمیں کلام ہے، یہ ایک شکّی امر ہے اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے۔ ماسوا اسکے یہ پیشگوئی اور طُرق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی اس کو لکھا ہے تو پھر انکار شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے اور اس دندان شکن جواب کے بعد انہیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہوگا مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے۔ بلکہ وہ اَور ہوگا جو بعد میں اس کے عنقریب ظاہر ہوگا۔ مگر یہ ان کا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہئے تھا مگر صدی سے بھی پندرہ برس گزر گئے اور کوئی امام ان کا ظاہر نہ ہوا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کی کتابیں مت دیکھو۔ ان سے ملاپ مت رکھو۔ ان کی بات مت سنو کہ ان کی باتیں دلوں میں اثر کرتی ہیں۔ لیکن کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی ان کے مخالف ہو گیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہوگئی۔ یہ کس قدر ان کی ذلّت ہے کہ ایک طرف آسمان ان کے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبہ کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 507 تا 509)

قادیان میں سورج گرہن کا نظارہ

چاند گرہن واقع ہونے کے بعد سورج گرہن کے مشاہدہ کیلئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز کسوف ادا کرنے کی نیت سے کئی صحابہؓ قادیان تشریف لائے تھے۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب فرماتے تھے کہ ’’رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کی پیشگوئی دار قطنی وغیرہ احادیث میں بطور علامت مہدی بیان ہوئی ہے۔ مارچ 1894ء میں پہلے چاند ماہ رمضان میں گہنایا۔ جب اسی رمضان میں سورج کو گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو دونوں بھائی اس ارادہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ نشان دیکھیں اور کسوف کی نماز ادا کریں، ہفتہ کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے رات بٹالہ پہنچے۔ اگلے دن علی الصبح (6/اپریل 1894ء کو) گرہن لگنا تھا۔ آندھی چل رہی تھی۔ بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ اور راستہ صرف بجلی کے چمکنے سے نظر آتا تھا۔ ساتھ آپ کے اہل وطن دوست مولوی عبدالعلی صاحب بھی تھے۔ (مرزا مسعود بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی عبدالعلی صاحب مرحوم مرزا ایوب بیگ صاحب کے ہم جماعت اور کلانور میں آپ کے محلہ دار تھے) سب نے ارادہ کیا کہ خواہ کچھ بھی ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں نے راستہ میں کھڑے ہو کر نہایت تضرّع سے دعا کی کہ اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے! ہم تیرے عاجز بندے ہیں، تیرے مسیح کی زیارت کیلئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کررہے ہیں۔ سردی ہے۔ تُو ہی ہم پر رحم فرما۔ ہمارے لئے راستہ آسان کردے اور اس بادِ مخالف کو دُور کر! ابھی آخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رُخ بدلا اور بجائے سامنے کے پُشت کی طرف چلنے لگی اور ہم سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہوئی۔ نہر کے پاس ایک کوٹھا تھا اس میں داخل ہو گئے۔ ان ایام میں گورداسپور کے ضلع کی اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اوپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو ستارے نکلے ہوئے تھے آسمان صاف تھا اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے اور سحری حضرتؑ کے دستر خوان پر کھائی۔

حضرت اقدسؑ کے ساتھ نماز کسوف

صبح حضرت اقدسؑ کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی جو کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھائی۔ قریباً تین گھنٹہ یہ نماز وغیرہ جاری رہی۔ کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشہ پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی نے کہا کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ آپؑ نے اس شیشے میں سے دیکھا تو نہایت ہی خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضورؑ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا۔ مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا۔ اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہوجائے گا۔ حضور نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ تھوڑی دیر بعد سیاہی بڑھنی شروع ہوئی۔ حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہوگیا۔ تب حضورؑ نے فرمایا کہ ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے ظہور میں آیا۔‘‘

(اصحاب احمد، جلد 1، صفحہ 92 تا 94، روایت حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب سورج گرہن اور چاند گرہن رمضان میں واقع ہوئے تو غالباً 1894ء تھا۔ میں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے نماز پڑھائی تھی۔ اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔ اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمد یہ میں چہل پہل ہو جاتی۔ اکثر گھروں میں اور بعض مسجد مبارک میں آموجود ہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی۔ سحری کھائی جاتی اور اول وقت صبح کی نماز ہوتی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے۔ سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بارہ بجے ختم ہوتا۔ اسکے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اپنے اول وقت میں پڑھی جاتی۔ بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہُو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں۔ مگر دو بجے سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہو جاتی۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ چہارم، روایت نمبر 1042)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’جس رمضان میں کُسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی، مَیں اس وقت ہنوز ریاست جموں میں مُدرس تھا اور کسی رُخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں ایک مضمون لکھا ہوا تھا جو چھپ کر قادیان آگیا تھا۔ مگر حضورؑ نے اُسے اشاعت سے روک رکھا۔ فرمایا سورج کو گہن لگ لے بعد میں شائع کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں ہم کیا کہہ سکتے ہیں ممکن ہے کوئی ایسا آسمانی تغیّر واقعہ ہو کہ سورج کو گہن ہی نہ لگے۔

جس سال سورج کو پورا گہن لگا اور سارا سورج چھپ گیا اور اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کی پیشگوئی پوری ہوئی، اُس دن مسجد اقصیٰ میں سورج گہن کی نماز باجماعت پڑھی گئی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم پیش امام نماز تھے۔ نمازیوں کی رقت رونے اور دعا کرنے کی آوازوں سے مسجد کے گنبد میں گونج سی پیدا ہو گئی تھی۔‘‘ (ذکر حبیب، مرتبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ 16)

کسوف خسوف کا نشان دیکھ کر بیعت کرنے والے صحابہؓ کے واقعات

بہت سے سعید فطرت لوگوں کو اس نشان کسوف و خسوف کے واقع ہونے کے بعد صداقت پہچاننے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے لئے کسوف خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور صدہا آدمی اس کو دیکھ کر ہماری جماعت میں داخل ہوئے اور اس کسوف خسوف سے ہم کو خوشی پہنچی اور مخالفوں کو ذلّت۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر جو ہم مہدی موعود کا دعویٰ کر رہے ہیں کسوف خسوف ہو جائے اور بلاد عرب میں اس کا نام و نشان نہ ہو اور پھر جبکہ خلاف مرضی ظاہر ہو گیا تو بیشک ان کے دل دکھے ہوں گے اور اس میں اپنی ذلّت دیکھتے ہوں گے۔‘‘ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 33)

حضرت شیخ عبدالقادر صاحب فاضلؓ تحریر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں گرہن دکھا کر اس بات کی گواہی دیدی کہ یہ امام ہماری طرف سے ہے۔ دوسرے یہ ظاہر کر دیا کہ اس کی دعوت بھی اس کے نبی متبوع و مطاع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے

جہان کیلئے ہے۔ تیسرے پہلے مشرقی کرّہ میں گرہن پڑنے سے غالبًا اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اسکی بعثت مشرقی کرہ میں ہوگی اور پھر اس کی طرف سے دعوت اسلام مغربی کُرہ کو دی جاوے گی۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم۔

(حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر صاحب فاضل، صفحہ 172 مطبوعہ قادیان 2017)

(1) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خود اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بہت پرانی بات ہے غالباً 1966ء کی۔ میں سرگودھا کے علاقے میں وقف عارضی پر گیا تو ایک دور دراز گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک بہت بوڑھی عورت ملیں۔ جب ہم نے اپنا تعارف کرایا کہ ربوہ سے آئے ہیں، احمدی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ مَیں بھی احمدی ہوں اور ہم لوگ چاند سورج گرہن کو دیکھ کر اس زمانے میں احمدی ہوئے تھے۔ یہ کہتی ہیں مَیں چھوٹی تھی اور میرے والدین اس وقت ہوتے تھے تو اس علاقے میں بالکل جنگل میں، دیہات میں، دیہاتی ان پڑھ لوگ بھی چاند سورج گرہن کا نشان دیکھ کر احمدی ہو گئے۔ تو اللہ نے بہت سوں کو اس زمانے میں بھی اس نشان سے ہدایت دی تھی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/جون 2006ء)

بعض واقعات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات جمعہ میں بیان فرمایا ہے۔ جنہیں حضور انور کے الفاظ میں ہی ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

(2)''حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کے گاؤں میں پہلے پہل ایک صاحب مولوی بدرالدین صاحب نامی تھے۔ ان دنوں میں فدوی کی عمر قریباً پندرہ برس کی ہوگی۔ بندہ مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ہمراہ کھڑا تھا کہ دن میں سورج کو گرہن لگا اور مولوی صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! مہدی صاحب کے علامات ظہور میں آ گئے اور ان کی آمد کا وقت آ پہنچا۔ بعد کچھ عرصہ گزرنے کے مولوی صاحب احمدی ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت ہی مخلص اور نیک فطرت اور پُر اخلاص تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بیوی کو ایک سال کی کوشش کر کے احمدی کیا۔''

(خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(3)''حافظ محمد حیات صاحب آف لالیاں نے ایک مضمون لکھا تھا ''لالیاں میں احمدیت۔'' وہ لکھتے ہیں: نشان کسوف وخسوف سے دلوں میں تحریک پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں: اسی طرح 1894ء میں سورج اور چاند گرہن کے نشان کے پورا ہونے کی وجہ سے بھی لوگوں کے دلوں میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور قیامت قریب ہے...... گھر گھر تذکرہ ہوتا تھا اور عام لوگوں میں امام وقت کی جستجو تھی۔ ان حالات میں مولانا تاج محمود صاحب اور دیگر چند بزرگوں نے باہمی مشورہ کیا اور ایک وفد تشکیل دیا جو قادیان جا کر مہدی علیہ السلام کو دیکھیں اور تمام نشانات جو مہدی موعود کے متعلق مختلف روایات میں ہیں ان کے پورا ہونے کا بغور جائزہ لیں اور اگر وہ نشانات پورے ہوں تو انکی بیعت کر لی جائے۔ اس وفد میں جن اشخاص کا انتخاب ہوا اُن میں سرفہرست تین اشخاص تھے۔ شیخ امیر الدین صاحب، میاں صاحب دین صاحب اور میاں محمد یار صاحب۔ یہ وفد پیدل روانہ ہوا۔ زادِ راہ کے طور پر ان دونوں کے پاس اس وقت کی رائج کرنسی کے مطابق صرف ڈیڑھ روپیہ تھا۔ (بعض روایات میں ہے دو آدمیوں کا وفد گیا تھا۔ صرف میاں صاحب دین اور شیخ امیر الدین۔ تو بہرحال یہ کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کے پاس صرف ڈیڑھ روپیہ تھا) اور مارچ کا مہینہ تھا۔ گندم پکنے کے قریب تھی۔ یہ لوگ پیدل ہی روزانہ دس بارہ میل کا سفر کرتے تھے۔ جب بھوک لگتی تھی تو وہاں زمینداروں کی جو گندم پکی ہوئی ہوتی تھی ان سے سٹّے لے لئے اور سٹّے بھون کے کھاتے تھے اور گزارہ کرتے تھے۔ اگر کوئی آبادی یا ڈیرہ قریب ہوتا تو وہاں رات بسر کرتے۔ بہرحال سینکڑوں کوس کی مسافت طے کرتے ہوئے (تقریباً ڈیڑھ پونے دوسو میل کے قریب تو سفر بنتا ہوگا) جب یہ دونوں ساتھی، (بعض روایتوں کے مطابق تینوں ساتھی) بٹالہ کے قریب پہنچے تو وہاں پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے شاگردوں نے آ لیا۔ ان سے قادیان کا راستہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے قادیان جانے کی وجہ پوچھی۔ مقصد معلوم ہونے پر ان کے شاگردوں نے قادیان جانے سے منع کیا اور کہا کہ جس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہؤا ہے وہ تو نعوذ باللہ جھوٹا ہے کیونکہ اس نے ایک نہیں سات دعوے کئے ہوئے ہیں۔ تم کس کس دعوے پر ایمان لاؤ گے۔ لہٰذا یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ یہ سن کر شیخ امیر الدین صاحب نے جواب دیا (پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن جواب بڑا دیا۔ کہنے لگے) کہ اگر اس نے سات مختلف دعوے کئے ہیں تو بھی وہ سچا ہے۔ اس نے تو ابھی اور بھی دعوے کرنے ہیں۔ اور دلیل انہوں نے اپنے مطابق یہ دی کہ مثلاً یہاں پر تم سب سات آدمی ہو اور مَیں اکیلا ہوں۔ تم سب میرے ساتھ مقابلہ کرو اور کشتی کرو۔ اگر میں تم سب کو پچھاڑ دوں تو پھر میں ایک ہوا یا سات۔ یعنی سات پر بھاری ہو گیا اور فرمایا کہ امام الزماں نے تو ساری دنیا کے مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے ان کے اور بھی دعوے ہوں گے۔ اس پر وہ سب لاجواب ہو گئے اور کہا میاں تم اپنی راہ لو لیکن راستہ پھر بھی نہیں بتایا۔

کہتے ہیں تھوڑی دور آگے ہم گئے کسی سکھ کا چائے کا کھوکھا تھا۔ اس سکھ نے چائے وغیرہ بنا دی بسکٹ وغیرہ پیش کئے۔ شیخ صاحب نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ اور رویّہ سکھ سے بیان کیا جس پر اس نے افسوس کا اظہار کیا۔ سکھ نے کہا کہ میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں آپ ضرور قادیان جائیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ (حضرت مسیح موعود کے بارے میں فرمایا) پھر کہنے لگا کہ ہم مرزا صاحب کو جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ سکھ دُور تک ساتھ گیا اور راستے پر چھوڑا جو سیدھا قادیان جاتا تھا۔ اس وقت قادیان کا کوئی پختہ راستہ نہیں تھا۔ جب یہ دونوں ساتھی قادیان پہنچے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ مجلس لگی تھی۔ چند غیر از جماعت علماء اور گدی نشین اس مجلس میں بیٹھے تھے جن سے حضرت اقدس مکالمہ مخاطبہ فرما رہے تھے اور ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ تحریر میں بھی مصروف تھے۔ یہ بھی ایک نشان تھا کہ آپ ایک طرف تحریر فرما رہے تھے اور قلم چل رہا تھا جیسے کوئی غیب سے مضمون دل میں اتر رہا ہے اور دوسری طرف مجلس میں بیٹھے لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ قلم میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تھی۔

ان ساتھیوں کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم لالیاں سے آئے ہیں۔ حضور نے پوچھا کہ لالیاں کہاں ہے؟ (اکثر لوگ تو جانتے ہوں گے۔ جو نہیں جانتے ان کی اطلاع کیلئے بتا دوں کہ لالیاں ربوہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر اب ایک قصبہ بلکہ شہر بن چکا ہے۔ بہرحال یہ اس زمانے میں یہاں سے گئے تھے) اس وقت مجلس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے جن کا تعلق بھیرہ سے تھا۔ اس لئے لالیاں کے بارے میں وہ جانتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا حضور! لالیاں کڑانہ اور لک بار کے پاس ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہ لک اور لالی۔ (کیونکہ لالی کا شعر سن چکے تھے۔ شاید اس لئے علم میں ہو) حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب اور صاحب دین صاحب اَن پڑھ تھے اس لئے وہ بولے ہاں حضور ہم بھی (پنجابی میں کہنے لگے) ان کے گواڈھی ہیں۔ پھر سفر کے تمام حالات اور واقعات حضور کے سامنے عرض کئے۔ جب حضور نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ سنا تو حضور نے فرمایا۔ دیکھو یہ کیسا اَن پڑھ شخص ہے۔ اس نے کیسا جواب دیا۔ لاجواب کر دیا۔ اس کو کس نے سکھایا۔ اس کو خدا نے سکھایا۔ یہ الفاظ حضور نے تین مرتبہ دہرائے۔ حضور نے پھر ان کو ارشاد فرمایا کہ آپ چند دن ہمارے پاس رہیں۔ تین دن تک یہ حضور کی مجلس میں رہے۔ حضور کے ساتھ سیر پر بھی جاتے رہے۔ وہ نشانیاں جو لالیاں کے علماء نے بتائی تھیں ان کا جائزہ بھی لیا۔ اپنی آنکھوں سے ان نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھا۔ آخرکار واپسی سے پہلے مسجد میں حاضر ہو کے حضور کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام (جو اپنے مہدی کو پہنچانے کی تاکید فرمائی تھی) عرض کیا اور بیعت کی درخواست کی۔ اس پر حضور نے فرمایا ابھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہیں۔ یہ سن کر شیخ صاحب آبدیدہ ہو گئے اور اپنے پاؤں آگے کر کے حضور کو دکھائے اور عرض کی کہ حضور اتنی لمبی مسافت سے ہمارے پاؤں سوج گئے ہیں۔ اتنی تکلیف ہم نے برداشت کی ہے اور ہم نے آپ کو سچا مہدی پایا ہے۔ نہ جانے زندگی ساتھ دے یا نہ دے۔ ہماری بیعت قبول فرمائیں۔ چنانچہ پھر وہاں مسجد مبارک میں ان کی دستی بیعت ہوئی۔''

(خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(4)''اسد اللہ قریشی صاحب حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ''حضرت قاضی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ بگوش احمدیت ہونے سے قبل اہلحدیث تھے۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مراسم تھے۔ اپنے علاقے کے امام تھے...... سورج اور چاند گرہن کا نشان رمضان میں ظاہر ہوا تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ امام مہدی علیہ السلام کے

ظہور کا نشان تو ظاہر ہو گیا ہے ہمیں ان کی تلاش کرنی چاہئے۔ ان ایام میں چارکوٹ کے لوگ سودا سلف کیلئے جہلم جایا کرتے تھے۔ قاضی صاحب نے جہلم آنے والے احباب کے سپرد یہ کام کیا کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کریں۔ ان سے پوچھ کر آئیں کہ سورج چاند گرہن کا یہ نشان تو ظاہر ہو گیا آپ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت مولوی صاحب سے ملے۔ حضرت مولوی صاحب نے چند کتب اور ایک خط حضرت قاضی صاحب کی طرف بھیجا۔ خط اور کتب کی وصولی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا۔ کسی نے آپ کو تین کتابیں پڑھنے کیلئے دی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب پڑھنے کیلئے آپ نے کھولی تو اس کے اندر گند بھرا ہوا تھا اور بدبو آ رہی تھی۔ اس پر آپ نے وہ کتاب پھینک دی۔ پھر دو کتابوں کو دیکھا کہ ان سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بھجوائی ہوئی کتب کی وصولی پر آپ کا رؤیا اس طرح پورا ہو گیا کہ حضرت مولوی صاحب نے جو کتب آپ کو بھجوائیں ان میں ایک کتاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تردید کے متعلق تھی۔ آپ نے پہلے اسی کو پڑھنا شروع کیا۔ جب اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق دلآزار الفاظ دیکھے تو اسکو پڑھنا ترک کر دیا اور پرے پھینک دیا اور دوسری دو کتب اور خط پڑھے تو انہیں اپنی رؤیا کے عین مطابق پایا اور آپ کو تحقیقات کی مزید تحریک ہوئی۔ چنانچہ آپ نے تحقیقات کیلئے تین افراد پر مشتمل وفد قادیان بھجوایا اور ان تینوں نے قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے جس طرح کہ روایات میں آتا ہے اور ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہی ہوتا ہے کہ جب یہ وفد بٹالہ پہنچا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انہیں بھی روک لیا۔ کچھ خاطر مدارات بھی کی اور کہا آپ لوگ خوامخواہ کئی دنوں کے پیدل سفر کی تکالیف برداشت کر کے قادیان جاتے ہیں۔ آپ چونکہ دور دراز علاقے کے رہنے والے ہیں اس لئے آپ کو علم نہیں۔ مرزا صاحب کا سارا کاروبار جھوٹا ہے۔ اس لئے آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے انہیں نہ صرف یہ کہا بلکہ واپس شہر کے کنارے تک، باہر تک چھوڑ کر گئے۔ مگر ان سے رخصت ہونے کے بعد یہ تینوں پھر بجائے واپس جانے کے قادیان پہنچ گئے اور وہاں آ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔ اسکے بعد قاضی صاحب نے پہلے تحریری بیعت کی اور پھر قادیان پہنچ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔''

(خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(5)''حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے دادا قاضی مولا بخش صاحب تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے معروف اہلحدیث خطیب تھے۔ جب نشان کسوف وخسوف ظاہر ہوا تو انہوں نے ایک خطبے میں رمضان المبارک کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو بالترتیب چاند گرہن اور پھر سورج گرہن کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔ اب ہمیں انتظار کرنا چاہئے کہ امام موعود کب اور کہاں سے ظاہر ہوتا ہے؟ اس خطبے کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ چنانچہ محترم قاضی صاحب کو (یعنی قاضی مولا بخش صاحب کو جو مولانا ابوالعطاء جالندھری کے دادا تھے) اگرچہ خود قبول کرنے کی صورت پیدا نہ ہوئی مگر ان کے بڑے بیٹے یعنی مولانا ابوالعطاء صاحب کے والد حضرت میاں امام الدین صاحب کو مدعی کا علم ہوا اور کچھ مطالعہ اور غور وفکر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔''

(خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(6)''مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ''دو شخص جو باپ بیٹے تھے مولوی عبدالجبار کے پاس آ کر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف و خسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کیلئے آیا ہے صحیح ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا کیونکہ وہ اسکو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث امام مہدی کی پیدائش کے متعلق ہے نہ کہ دعوے کی دلیل کیلئے ہے۔ باپ نے کہا مولوی صاحب! جو بات میں نے آپ سے پوچھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے تو اسکے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گزری ہے مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کیلئے نہیں کہا تھا جبتک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے اور اب یہ کسوف وخسوف ان کے دعوے کی دلیل کے طور پر ہیں۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور دونوں باپ بیٹا اپنے گاؤں چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبولیت کی توفیق دی۔ اور دلیلیں بھی اللہ تعالیٰ فوراً سکھاتا ہے۔''

(حوالہ خطبہ جمعہ 20 مارچ 2015ء)

(7) سید نذیر حسین شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ''جب سورج اور چاند کو گرہن لگا تو اس وقت میں اپنے گھر تھا۔ میرے والد صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے۔ اس بات کا بھی مجھ پر اثر ہوا۔ چنانچہ قبولیت کی توفیق بھی ملی۔''(بحوالہ خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(8)''سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ''اس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کیلئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔''

بہرحال اللہ تعالیٰ نے پھر سارے خاندان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔''

(بحوالہ خطبہ جمعہ 20/مارچ 2015ء)

(9) حضرت مولوی غلام رسول صاحب بیان فرماتے ہیں کہ''1894ء میں جب سورج گرہن اور چاند گرہن ہوا اس وقت میں لاہور میں مولوی حافظ عبدالمنان صاحب سے ترمذی شریف پڑھتا تھا۔ علماء کی پریشانی اور گھبراہٹ نے میرے دل پر اثر کیا۔ گو علماء لوگوں کو طفل تسلیاں دے رہے تھے مگر دل میں سخت خائف تھے کہ اس سچے نشان کی وجہ سے لوگوں کا بڑی تیزی سے حضرت اقدس کی طرف رجوع ہوگا۔ ان دنوں حافظ محمد صاحب لکھو کے والے پتھری کا آپریشن کروانے کیلئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے جب عوام نے دریافت کیا کہ یہ نشان آپ نے اپنی کتاب 'احوال الاخرۃ' میں واضح طور پر لکھا ہے اور مدّعی حضرت مرزا صاحب بھی موجود ہیں اور اس نشان کو اپنا مؤید قرار دے رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا مسلک اختیار فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بیمار اور سخت کمزور ہوں۔ صحت کی درستی کے بعد کچھ کہہ سکوں گا۔ البتہ اپنے لڑکے عبد الرحمن محی الدین کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے روکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راز عجیب ہوتے ہیں۔ لیکن (بہرحال) وہ زندہ نہ رہ سکے اور جلد ہی راہیٔ ملک عدم ہو گئے۔ (یہ لکھنے والے کہتے ہیں) ان باتوں سے گو میرا دل حضرت اقدس کی سچائی کے بارے میں مطمئن ہو چکا تھا لیکن علم حدیث کی تکمیل کی خاطر امرتسر چلا گیا اور وہاں دو تین سال رہ کر دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کر کے میں دارالامان میں حاضر ہو کر حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوا۔''

(خطبہ جمعہ 20 مارچ 2015ء)

(10)''حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی بیان فرماتے ہیں کہ''1894ء کے رمضان المبارک میں مہدی آخرالزمان کے ظہور کی مشہور علامت کسوف وخسوف پوری ہو گئی۔ وہ نظارہ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے سنائی دیتے ہیں جو ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے اس علامت کے پورا ہونے پر مدرسے کے کمرے کے اندر ساری جماعت کے سامنے (یعنی کلاس کے سامنے) کہے تھے کہ مہدی آخرالزمان کی اب تلاش کرنا چاہئے۔ وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی بڑی علامت آج پوری ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں مَیں بھی جماعت میں موجود تھا۔ وہ کمرہ، وہ مقام اور لڑکوں کا حلقہ اب تک میری نظروں کے سامنے ہے۔ وہ کرسی جس پر بیٹھے ہوئے مولانا نے یہ الفاظ کہے تھے، وہ میز جس پر ہاتھ مار کر لڑکوں کو یہ خبر سنائی تھی خدا کے حضور ضرور اس بات کی شہادت دیں گے کہ مولوی صاحب موصوف پر اتمام حجت ہو چکی۔ باوجود اس نشان کا اعلان کرنے کے خود قبول مہدی آخرالزماں سے محروم ہی چلے گئے۔ (بھائی عبدالرحمن صاحب کہتے ہیں کہ) ......میں بھی مہدی آخرالزمان کو پانے کیلئے بیتاب ہونے لگا جس کے حصول کیلئے مجھے دعاؤں کی عادت ہو گئی۔ میں راتوں کو بھی جاگتا اور دن میں بھی بیقرار رہتا اور مہدی آخرالزمان کی تلاش کا خیال بعض اوقات ایسا غلبہ پاتا کہ باوجود کم سنی کے، چھوٹی عمر کے مَیں دیوانہ وار ان بھیانک کھنڈرات میں نکل جایا کرتا اور پکار پکار کر اور بعض اوقات رو رو کر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اس مقدس وجود کے پانے کیلئے التجائیں کیا کرتا تھا۔''(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 11 تا

13 روایت حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ) آخر اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبول کیا اور قبولیت کی توفیق پائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی جن کا نام حضرت شیخ نصیرالدین صاحب ہے 1858ء میں مکند پور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ایک خواب کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن سکون قلب حاصل نہ تھا......ایک دن ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب بڑی پریشانی کے عالم میں اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر سورج اور چاند گرہن کا ذکر کرکر کے کہہ رہے تھے کہ اب تو لوگوں نے مرزا صاحب کو مان لینا ہے کیونکہ پیشگوئی کے مطابق گرہن تو لگ چکا ہے۔آپ کے (یعنی مولوی شیخ نصیرالدین صاحب کے) کان میں یہ آواز پڑی تو پریشانی اور بڑھی کہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ چنانچہ آپ نے بڑی آہ وزاری سے دعائیں شروع کردیں کہ مولیٰ کریم تُو ہی میری رہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی بلا آپ پر حملہ کرتی ہے لیکن آپ نے بندوق سے اس پر فائر کیا اور وہ دھوئیں کی طرح غائب ہوگئی۔ پھر آپ ایک اونچی جگہ مسجد میں نماز باجماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ خواب آپ نے ایک مولوی صاحب سے بیان کی۔اس نے تعبیر بتائی کہ آپ اپنے شیطان پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور ایک صالح جماعت میں شامل ہوجائیں گے۔اسی دوران آپ نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے بارے میں سنا اور قادیان پہنچ کر اپنے خواب کی طرح صورتحال دیکھ کر بلاچون وچرا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ اس طرح سورج چاند گرہن کی پیشگوئی (اور مولوی کی وہ باتیں) آپ کی رہنمائی کیلئے اہم محرّک ثابت ہوئیں۔''

(خطبہ جمعہ 20 مارچ 2015ء)

(11) حضرت محمد بخش چوہان صاحبؓ:

ایک مضمون بعنوان ''میری امی جان۔مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ'' میں مضمون نگار جناب ام تحریر کرتے ہیں:

''میری پیاری امی جان آمنہ بیگم بنت مہراللہ کے دادا جان محمد بخش چوہان سورج چاند گرہن کا نشان دیکھ کر سلسلہ میں داخل ہوئے جو 1857ء میں دہلی سے ہجرت کرکے پنجاب آگئے تھے......ہمارے نانا جان مہراللہ صاحب تین بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ نہایت نیک، تہجد گزار، دعا گو انسان تھے۔ رات کے دو بجے اپنا بستر لپیٹ دیا کرتے تھے۔ تہجد کے بعد جائے نماز پر ہی فجر کا انتظار کرتے اور نماز باجماعت پڑھ کر ہی اٹھتے۔اور ظہر کی نماز کیلئے بھی دس گیارہ بجے سے ہی نماز کے انتظار میں جائے نماز پر بیٹھ جاتے۔ ایک دن اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے جب خاکسار نے پوچھا ''میاں جی! آپ احمدی کب ہوئے تھے؟ تو آپ نے بتایا: میرے اباجان فارسی کے عالم تھے۔میری عمر سات سال تھی مَیں سو رہا تھا مجھے جگا کر کہا:

''مہراللہ! اٹھو، چاند گرہن ہوا ہے اب کہیں نہ کہیں سے امام مہدی کی آواز آجانی ہے۔'' (روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/جون 2011ء صفحہ 5 کالم نمبر 1)

(12) مکرم ملک محمد شریف صاحب لائل پوری اپنے والد حضرت شیخ خدا بخش صاحب کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''حضرت شیخ خدا بخش صاحب وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے......آپ صرف پرائمری پاس تھے......آپ نے مذہبی تعلیم وزیرآباد میں حافظ عبدالمنان وزیرآبادی سے حاصل کی تھی جو کہ اس زمانہ میں ایک نامور اہل حدیث عالم تھے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب انجام آتھم میں جب ہندوستان کے نامور علماء اور گدی نشینوں کو دعوت مباہلہ دی تو اس میں حافظ عبدالمنان صاحب کا نام بھی شامل ہے۔ والد صاحب ...... باوجود حافظ قرآن نہ ہونے کے قرآن شریف کی آیات آپ کو زبانی یاد تھیں......نماز، روزہ کے بہت پابند تھے اور نماز تہجد بھی باقاعدہ ادا کرتے تھے...... وزیرآباد میں آپ کا ایک دوست شیخ جان محمد احمدی ہوگیا۔اس نے اپنے دوستانہ تعلقات کی بنا پر آپ کو بھی احمدیت کی دعوت کی۔آپ نے اس بات کا حافظ عبدالمنان صاحب سے ذکر کیا۔اُس بتایا کہ حضرت رسول مقبولؐ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ جب مہدی ظاہر ہوگا تو ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو اکٹھا گرہن لگے گا۔اس وقت تک کسوف و خسوف کا نشان ظاہر نہیں ہوا تھا...... چنانچہ آپ نے اپنے احمدی دوست کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث...... کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ اگر حضرت مرزا صاحب واقعی امام مہدی ہیں تو یہ نشان کیوں پورا نہیں ہوا۔خدا کا کرنا تھا کہ 1894ء میں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اس عظیم نشان کو ظاہر کردیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان نشان آسمان پر ظاہر فرمایا تو احمدی دوست نے حضرت والد صاحب کو اس طرف توجہ دلائی اور پوچھا کہ اب آپ کو حضرت مرزا صاحب کے ماننے میں کیا اعتراض ہے۔ والد صاحب چونکہ نیک خصلت اور متقی انسان تھے۔ آپ خاموش ہوگئے اور وعدہ کیا کہ حافظ عبدالمنان سے دریافت کرکے آپ کو جواب دوں گا۔ چنانچہ آپ حافظ عبدالمنان کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔حافظ صاحب سن کر کہنے لگے کہ میاں یہ حدیث ضعیف ہے۔ والد صاحب شیخ محمد جان کے پاس آئے اور وہ جواب سنا دیا۔وہ ہنس پڑے اور پوچھا کہ جو حدیث آج تک ثقہ تھی وہ پوری ہونے کے بعد ضعیف کیسے ہوگئی؟ یہ بات تو خلاف عقل ہے۔ چونکہ یہ بات بہت معقول تھی اور صداقت پر مبنی تھی اس لئے والد صاحب پر بہت اثر ہوا اور آپ نے تمام گفتگو سے حافظ عبدالمنان کو مطلع فرمایا اور کسی معقول جواب کا مطالبہ کیا جوان کی طبع نازک پر گراں گزرا اور آگ بگولہ ہوگیا اور کہا خدابخش معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہوگئے ہو۔ اس لئے میں اب صبح کا ناشتہ تمہارے گھر پر نہ کروں گا اور نہ تمہارے گھر میں داخل ہوں گا۔ (والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حافظ عبدالمنان میرا استاد ہونے کی وجہ سے صبح کا ناشتہ روزانہ میرے مکان پر آکر کیا کرتا تھا) جب اس نے ایسے متکبرانہ انداز میں بات کی تو مَیں نے جواب دیا کہ حق بات کو قبول کرنے کی بجائے آپ ناراض ہو رہے ہیں اس لئے آپ بے شک میرے گھر میں داخل نہ ہوں اور مَیں بھی آپ کے پاس نہیں آیا کروں گا۔ چنانچہ......یہی بات حضرت والد صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی غلامی میں لے آئی۔(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/دسمبر 2008ء، صفحہ 3)

نشان کسوف وخسوف کا سوسالہ جشن

نشان کسوف وخسوف پر سو سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حیرت انگیز بات ہے تیرہ سو سال پہلے ایک پیشگوئی تھی کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان اس طرح گواہی دے گا۔ ایک گواہی آچکی تھی دوسری پر نظریں تھیں اور اس دن قادیان میں انہوں نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اصدق الصادقین کی پیشگوئی کے عین مطابق بعینہٖ اسی طرح ہوا جیسا فرمایا گیا تھا۔شروع میں وہ سورج ذرا ہلکا گہنایا گیا تھا اور اس پر کچھ صحابہؓ نے باتیں شروع کردیں کہ لو جی یہ تو ہلکا سا ہے یہ نہ ہو کہ مولوی کہیں کہ گہنایا ہی نہیں گیا تمہیں وہم ہے۔لیکن ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پورا سورج گہنا گیا اور نو سے گیارہ بجے تک یہ عجیب نظارہ وہاں اُن لوگوں نے دیکھا۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے پر آج ایک سو سال گزر چکے ہیں اور یہ وہ رمضان ہے کہ سو سال بعد اس طرح پھر آیا ہے ان پیشگوئیوں کے نشان ہمارے تک لایا ہے اور عجیب بات ہے کہ جمعہ نے اس میں ایک خاص کردار ادا کیا ہے اور وہ یہ کہ چاند گہنایا گیا ہے اس مہینے میں، وہ جمعرات کا دن غروب ہونے کے بعد جمعہ کی رات شروع ہونے پر گہنایا ہے اور جو سورج گہنایا گیا تھا (یعنی مَیں

بتا رہا ہوں کہ گہنایا گیا) کی تاریخ اس طرح بنتی ہے کہ تیرہ تاریخ جو اس زمانے کی تھی وہ جب اس رمضان میں آئی تو جمعرات کا دن ختم ہو چکا تھا جمعہ کی رات شروع ہو گئی تھی اور ہم نے جو جشن منایا وہ دراصل جمعہ کی رات کو جشن منایا ہے اور آج جب کہ سورج گہنانے کا دن آیا ہے اٹھائیس تاریخ آئی ہے تو آج جمعہ کا دن ہے۔''

(خطبہ جمعہ 11 / مارچ 1994ء، خطبات طاہر، جلد 13، صفحہ 189)

گرہنوں کے ذریعہ اِس نشان کی یاد تازہ ہوتی ہے

دنیا میں ہر سال کسوف وخسوف کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے مواقع پر دعاؤں سے کام لینا چاہئے اور ایسے گرہنوں کے ذریعہ عظیم الشان الٰہی نشان کسوف وخسوف کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 20 / مارچ 2015 میں فرماتے ہیں:

''آج یہاں سورج گرہن تھا۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں، استغفار، صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس لحاظ سے جماعت کو جہاں جہاں بھی گرہن لگنے کی خبر تھی ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کسوف ادا کریں۔ ہم نے بھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ نماز ادا کی۔ احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔ پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

آج کا یہ گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشان کے طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ جو گرہن لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشان ہے مخصوص تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ گرہن اُس طرف توجہ ضرور پھیرتا ہے جو گرہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوا۔ اور پھر آج اِس دن کا گرہن اس لحاظ سے بھی اُس نشان کی طرف توجہ پھیرنے کا باعث ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ پھر مارچ کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بھی توجہ ہوتی ہے کیونکہ تین دن بعد اسی مہینہ کو 23 / مارچ کو یوم مسیح موعود بھی ہے۔ دعویٰ بھی ہوا۔ گویا یہ مہینہ، یہ دن اور یہ گرہن مختلف پہلوؤں سے جماعت کی تاریخ کو یاد کروانے والے ہیں۔''

حرفِ آخر

یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوکر آج قریباً 125 سال گزر چکے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان آج بھی مہدی کے انتظار میں ہیں۔ دیگر تمام مذاہب والے بھی ہنوز موعود اقوام عالم کی آمد کیلئے آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے اُس مصلح آخر زمان کو بھیج دیا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: پھر ایک روشن نشان جو چیلنج کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے جس کی تشریح امام باقر نے کی ہے وہ بتایا کہ مسیح موعود کے وقت میں سورج اور چاند کا گرہن لگنا تھا۔ تو پھر یہ کہنا کہ ابھی مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں آیا خدا کے غضب کو آواز دینے والی بات ہے۔'' (خطبہ جمعہ 3 / فروری 2006ء)

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
صاف دل کو کثرتِ اِعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہے خوفِ کردگار
ہے کوئی کاذِب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور دیگر اقوام کو بھی اس عظیم الشان نشان کو سمجھنے اور موعود اقوام عالم کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

......☆......☆......☆......

بقیہ از صفحہ نمبر 16

مولوی صاحب موصوف کے سامنے کھڑا کر دیا وہ مولوی صاحب ان دونوں ''علماء'' کو دیکھ کر چلے گئے اور ایک بڑے تھال میں شیرینی لے آئے اور اپنے بارہ ساتھیوں سمیت حضور کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں قصیدہ مدحیہ

''التبلیغ'' کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں ایک معجزہ نما عربی قصیدہ بھی رقم فرمایا جو چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر میں آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ جب حضور یہ قصیدہ لکھ چکے تو آپؑ کا روئے مبارک فرط مسرت سے چمک اٹھا اور آپ نے فرمایا یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص یہ قصیدہ حفظ کر لے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اسکے دل میں اپنی اور اپنے رسول (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا۔ اور اپنا قرب عطا کروں گا۔ السید محمد سعیدی شامی کو جب یہ قصیدہ دکھایا گیا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے اور کہا۔ خدا کی قسم میں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار بھی کبھی پسند نہیں کئے مگر ان اشعار کو میں حفظ کروں گا۔

مولانا نیاز محمد خاں نیاز فتحپوری نے اس قصیدے کے متعلق لکھا ہے۔ ''اب سے تقریباً 65 سال قبل 1893ء کی بات ہے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ تجدید ومہدویت سے ملک کی فضا گونج رہی تھی اور مخالفت کا ایک طوفان ان کے خلاف برپا تھا۔ آریہ عیسائی اور مسلم علماء سبھی ان کے مخالف تھے اور وہ تن تنہا ان تمام حریفوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے مخالفین کو ''ھل من مبارز'' کے متعدد چیلنج دیئے اور ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔ ان پر منجملہ اور اتہامات میں سے ایک اتہام یہ بھی تھا کہ وہ عربی وفارسی سے نابلد ہیں اسی اتہام کی تردید میں انہوں نے یہ قصیدہ نعت عربی میں لکھ کر مخالفین کو اس کا جواب لکھنے کی دعوت دی لیکن ان میں سے کوئی بروئے کار نہ آیا۔

مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ 69 اشعار پر مشتمل ہے اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب طے نہ کیا تھا کیوں کر ایسا فصیح وبلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ان کے مخالفین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ان کی عربی زبان کی شاعری غالباً ان کے مرید خاص مولوی نور الدین کی ممنون کرم ہے لیکن اس الزام کی لغویت اسی سے ظاہر ہے کہ مولوی نور الدین خود مرزا صاحب کے بڑے معتقد تھے اور اگر مرزا صاحب کے عربی قصائد وغیرہ انہی کی تصنیف ہوتے تو مرزا صاحب کے اس کذب ودروغ پر کہ یہ سب کچھ خود انہی کی فکر کا نتیجہ ہے سب سے پہلے مولوی نور الدین ہی معترض ہو کر اس جماعت سے علیحدہ ہو جاتے۔ حالانکہ مرزا صاحب کے بعد وہی خلافت کے مستحق قرار دیئے گئے...... یہ قصیدہ نہ صرف اپنی لسانی وفنی خصوصیات بلکہ اس والہانہ محبت کے لحاظ سے جو مرزا صاحب کو رسول اللہ سے تھی بڑی پر اثر چیز ہے۔''

فارسی نعت: اس عربی قصیدہ کے علاوہ جو ''التبلیغ'' میں شامل تھا حضرت اقدسؑ نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں ایک بلند پایہ فارسی نعت بھی رقم فرمائی اس نعت کا مطلع یہ ہے۔

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست در کان محمد

یہی وہ نعت ہے جس کے ایک شعر سے متعلق جماعت احمدیہ کا ایک شدید مخالف اخبار ''آزاد'' بھی یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف وتوصیف میں گزشتہ انبیاء ومرسلین سے لے کر صلحائے امت تک نے بہت کچھ کہا ہے مگر حقیقی تعریف اسی شعر میں بیان کی گئی ہے کہ۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 472 تا 475۔ ملخص)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز اصل میں دعا ہے، نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے، اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کیلئے تیار رہے۔

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 54)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 48)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از روئے نشانِ طاعون

(محمد عارف ربانی ایم.اے، مربی سلسلہ، نظارت نشر اشاعت قادیان)

تونے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

جب کوئی مامور یا مرسل من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس کی بعثت کی واحد غرض یہ ہوتی ہے کہ مخلوق کا تعلق اپنے خالق حقیقی سے پیدا ہو جائے اور بنی نوع انسان خدائے قادر و قیوم کے روشن چہرہ اور اسکی روشن تجلّیات کو دیکھ کر اس کی توحید اور تفرید پر ایمان لائیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے مامورین اور مرسلین کو جو ذرائع اور وسائل عطا کرتا ہے ان میں سے ایک بڑا ذریعہ تبشیر یا انذار کے حامل آسمانی نشانات ہوتے ہیں اور یہ نشانات ان انبیاء کی صداقت پر بھی گواہ ٹھہرتے ہیں۔

اپنی سنت سابقہ کے مطابق ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کو آنحضرت ﷺ کی متابعت میں اسی غرض کے ماتحت اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور پھر آپ کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے ایسے نشانات و معجزات سے نوازا جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی حقانیت اور پھر خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک روشن اور بیّن ثبوت ملتا ہے اور مومنوں کے یقین اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور منکرین پر حجت الٰہیہ قائم ہوتی ہے۔ چنانچہ انہی ان گنت اور عظیم الشان نشانات میں سے ایک طاعون کا نشان ہے جس کا ظہور مسیح موعود اور مہدی معہود کی علامات میں سے ہے اور جس کا واضح طور پر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بطور پیشگوئی ذکر موجود ہے چنانچہ قرآن کریم میں اس عظیم الشان پیشگوئی کا کچھ یوں ذکر ملتا ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (النمل: 83) اور جب ان پر فرمان صادق آجائے گا تو ہم ان کے لئے سطح زمین میں سے ایک جاندار نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا (اس وجہ سے) کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

اس آیت کی تفسیر اور ان احادیث کا ذکر کرتے ہوئے جن میں اس پیشگوئی کا ذکر ہے، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں دابۃ الارض کے خروج کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اسکے متعلق رسول کریم ﷺ نے احادیث میں وضاحتاً فرمایا ہے کہ اسکا خروج آخری زمانہ میں ہوگا جو مسیح اور مہدی کا زمانہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، برحاشیہ فتح البیان، جلد 7 صفحہ 231) اور پھر رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب آنے والے مسیح کی مخالفت بڑھ جائے گی تو فیرسل اللہ علیہم النغف فی رقابہم (مسلم، جلد 2، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفتہ) اللہ تعالیٰ مخالفین کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کرے گا جس سے ان کی ہلاکت واقع ہوگی۔ ان دونوں حدیثوں کو ملا کر دیکھا جائے تو ان سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دابۃ الارض جس کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ درحقیقت طاعون کا ہی مرض ہے جو حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں پھیلا اور جس سے لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ چونکہ یہ مرض ایک کیڑے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے انسان کے جسم میں داخل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی گردن یا بُن ران میں ایک خطرناک قسم کا پھوڑا بھی نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے اسے دابۃ الارض بھی قرار دیا۔ اور نغف کی بیماری بھی اس کا نام رکھا۔ اور چونکہ رسول کریم ﷺ نے دابۃ الارض کا خروج آخری زمانہ کی علامات میں سے قرار دیا ہے اس لئے لازماً اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ سے وہی لوگ مراد ہیں جو مسیح موعود کی تکذیب کرنے والے ہونگے۔ اور جو اپنی روحانی نابینائی کی وجہ سے نہ آسمانی نشانات کو دیکھیں گے نہ روحانی شنوائی کے فقدان کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام کو سنیں گے اور نہ روحانی حیات سے کلیۃً محروم ہونے کی وجہ سے نیکی کا کوئی فعل ان سے سرزد ہوگا۔ ایسے لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی گرفت میں آجائیں گے اور ایک زمینی کیڑا ان کی ہلاکت کیلئے ان پر مسلّط کیا جائے گا۔ چونکہ وہ بھی ایک رنگ میں زمینی کیڑے بن چکے ہونگے اس لئے خدا تعالیٰ بھی ان کی سزا کیلئے ایک زمینی کیڑا ہی ان پر مسلّط کرے گا اور انہیں آیات الٰہیہ پر ایمان نہ لانے کی سزا دے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد ہفتم، صفحہ 444، مطبوعہ قادیان 2004)

اسی طرح اس آیت کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آیت 83 میں زمین پر جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے والوں کیلئے بہت بڑا انذار فرمایا گیا کہ زمین پر چلنے پھرنے والا ہی ایک جانور ان کی سزا دینے کیلئے مقرر کیا جائے گا۔ تُكَلِّمُهُمْ کے دونوں معانی یہاں اطلاق پاتے ہیں ایک معنی تو یہ ہے کہ وہ ان سے کلام کرے گا۔ یعنی زبان حال سے ان سے کلام کرے گا اور دوسرا معنی ہے انکو کاٹے گا جسکی وجہ سے وہ نہایت ہولناک بیماری کا شکار ہو جائیں گے۔ پس اس آیت کریمہ میں دابۃ الارض یعنی ان چوہوں کا ذکر ہے جو دابّہ بھی ہیں اور زمین میں طاعون پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ان کی پیٹھوں پر وہ کیڑے سوار ہوتے ہیں جن کے کاٹنے سے طاعون پھیلتا ہے۔‘‘ (قرآن کریم، اردو ترجمہ، تعارف سورۃ النمل، صفحہ 649)

مذکورہ بالا آیت اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دنیا میں ایسی بیماری کا پھیلنا ہوگا جو ایک کیڑے کے کاٹنے سے پھیلے گی اور نہایت مہلک ہوگی جس سے آناً فاناً لوگ موت کا شکار ہوتے چلے جائیں گے۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر گزشتہ صحف میں بھی ملتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19 صفحہ 5)

طاعون کے متعلق الٰہی پیش خبریاں

جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو تمام ہندوستان میں آپ کی مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہوا اور مخالفین نے طرح طرح کے الزامات اور دھمکیوں اور گالیوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تو حضورؑ نے خدا سے خبر پا کر اپنی تائید میں بہت سی پیش خبریاں بیان فرمائیں۔ انہی پیش خبریوں میں سے ایک پیشخبری طاعون کے بارے میں تھی۔ طاعون کے متعلق حضورؑ کی مختلف پیش خبریوں کا ذکر کرتے ہوئے نیز اس پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’جب رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق رمضان کی 13 تاریخ کو چاند گرہن اور 28 تاریخ کو سورج گرہن ہوا تو اس وقت حضرت اقدسؑ کو بتایا گیا کہ اگر لوگوں نے اس نشان سے فائدہ نہ اٹھایا اور تجھے قبول نہ کیا تو ان پر ایک عام عذاب نازل ہو گا چنانچہ آپؑ کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ وحاصل الکلام ان الخسوف والکسوف آیتان مخوّفتان ، واذا اجتمعا فھو تھدید شدید من الرحمٰن ، واشارۃٌ الی ان العذاب قد تقرّر واُکِّدَ من اللہ لأھل العدوان۔ (نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 8 صفحہ 232)

یعنی کسوف وخسوف اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو ڈرانے والے نشان ہیں اور جب اس طرح جمع ہو جائیں جس طرح اب جمع ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تنبیہ اور اس بات کی طرف اشارہ ہوتے ہیں کہ عذاب مقرر ہو چکا ہے ان لوگوں کیلئے جو سرکشی سے باز نہ آویں۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے آپؑ کے دل میں تحریک کی کہ آپ ایک وباء کیلئے دعا کریں، چنانچہ آپ اپنے ایک عربی قصیدے میں.....فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا طَغَى الفسقُ المبیدُ بسیلہ
تمنَّیتُ لو کان الوباءُ المتبِّرُ
فانّ ھلاکَ الناس عند اولی النُّھی
احبّ و اولٰی من ضلالٍ یُدمِّرُ

یعنی جب ہلاک کر دینے والا فسق ایک

طوفان کی طرح بڑھ گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کاش ایک وباء پڑے جو لوگوں کو ہلاک کردے کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا مرجانا اس سے زیادہ پسندیدہ اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تباہ کردینے والی گمراہی میں مبتلا ہوجائیں۔

اسکے بعد 1897ء میں آپؑ نے اپنی کتاب سراج منیر میں لکھا کہ اس عاجز کو الہام ہوا ہے یا مسیح الخلق عدوانا۔ اے خلقت کیلئے مسیح ہماری متعدد بیماریوں کیلئے توجہ کر۔ پھر فرماتے ہیں۔ ’’دیکھو یہ کس زمانے کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہوں گی، ایک وہ وقت ہے جو دعا سے مرتے ہیں اور دوسرا وہ وقت آتا ہے کہ دعا سے زندہ ہونگے۔‘‘
جس وقت یہ آخری پیشگوئی شائع ہوئی ہے اس وقت طاعون صرف بمبئی میں پڑی تھی اور ایک سال رہ کر رک گئی تھی اور لوگ خوش تھے کہ ڈاکٹروں نے اسکے پھیلنے کو روک دیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاعیں اسکے برخلاف کہہ رہی تھیں جبکہ لوگ اس مرض کے حملے کو ایک عارضی حملہ خیال کر رہے تھے اور پنجاب میں صرف ایک دو گاؤں میں یہ مرض نہایت قلیل طور پر پایا جاتا تھا۔ باقی کل علاقہ محفوظ تھا اور بمبئی کی طاعون بھی بظاہر دبی ہوئی معلوم ہوتی تھی اس وقت آپؑ نے ایک اور اعلان کیا اور اس میں بتایا کہ ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اسکو نوعِ انسان کی ہمدردی کیلئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ

آج جو ،فروری 1898ء روز یکشنبہ ہے، میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اسکے بعد جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ اِنَّہٗ اٰوَی الۡقَرۡیَۃَ ’’یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وباء بھی دور نہیں ہوگی ......ان پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ آپؑ نے 1894ء سے پہلے ایک خطرناک عذاب اور پھر کھلے لفظوں میں وباء کی پیشگوئی کی اور پھر جبکہ ہندوستان میں طاعون نمودار ہی ہوئی تھی کہ آپؑ نے خصوصیت کے ساتھ پنجاب کی تباہی کی خبر دی اور آنے والی طاعون کو قیامت کا نمونہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ طاعون اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک کہ لوگ دلوں کی اصلاح نہ کریں گے۔‘‘

(دعوت الامیر، صفحہ 308 تا 311، ایڈیشن جنوری 2017)

حضورؑ نے پیش خبریوں کے ساتھ ساتھ یہ اطلاع بھی دی تھی کہ توبہ اور استغفار، رجوع الی الحق اور اپنی حالتوں میں تغیر سے طاعون کے پودے نابود ہوسکتے ہیں اور لوگ اس عذاب سے بچ سکتے ہیں مگر ان ایام میں وہ اشتہار توبہ اور استغفار کی بجائے تمسخر اور استہزاء سے پڑھا گیا۔ پھر جب ملک میں طاعون پھوٹ پڑی اور کہیں کہیں اس سے موتیں ہونا شروع ہوگئیں تو حضور نے از راہ ہمدردی پھر ایک اشتہار ’’طاعون‘‘ کے عنوان سے شائع فرمایا۔ جس میں 26 فروری 98ء کو یاد دلانے کے بعد لکھا کہ:

’’سوائے عزیزو! اس غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ۔ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بلا جو بہت نزدیک آگئی ہے خدا اس کو نابود کرے۔ اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے۔‘‘

اسی اشتہار میں آپ نے یہ بھی لکھا:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو، ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں۔ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے، لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے جلد نکلو۔ یا کامل توبہ اختیار کرو۔ ایسے شہر سے نکلنا جس طرح طبّی قواعد کے رو سے مفید ہے ایسا ہی روحانی قواعد کے رو سے بھی۔ مگر جس میں گناہ کا زہریلا مادہ ہو وہ بہرحال خطرناک حالت میں ہے۔ پاک صحبت میں رہو کہ پاک صحبت اور پاکوں کی دعا اس زہر کا علاج ہے۔ دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاقی وجود کی ہمسائیگی فائدہ بخش ہے۔‘‘

(حیات طیبہ صفحہ 281، مطبوعہ قادیان 2017)

اسی طرح مسلمانوں اور بالخصوص مخالفین اور منکرین کو متنبہ کرتے ہوئے ایک اور موقع پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سنو! مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہوں گے، زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہوں گی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو، تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو۔ ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کیلئے تبدیلی کرلیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہوسکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہوگیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو اور اصلاح کیلئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں۔ اٹھو اور تبدیلیاں کرو۔ جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیوں کہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 101، مطبوعہ قادیان 2003)

چنانچہ اس پیشگوئی کے عین مطابق 1898ء میں طاعون جو اس سے قبل کلکتہ سے شروع ہوکر میسور اور پھر ممبئی میں ہلاکت خیزی کر رہی تھی پنجاب میں وارد ہوئی اور پھر اس صوبہ میں اس قدر جانیں تلف ہوئیں کہ الامان والحفیظ۔

17 مارچ 1901ء کو جبکہ اس ملک میں طاعون سے کہیں کہیں موتیں ہونا شروع ہوگئیں تو آپ نے لوگوں کو تمسخر اور استہزاء اور آزادی و بے راہ روی سے باز رہنے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی تھی، مگر افسوس کہ لوگوں نے اس بروقت انتباہ سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ ہنسی اور تمسخر میں اور بھی بڑھ گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدائے ذوالجلال کا غضب زمین پر بھڑکا اور 1902ء میں اس قدر طاعون نے زور پکڑا کہ لوگ کتوں کی طرح دیوانہ وار مرنے لگے۔ ایک ایک گھر میں بعض اوقات سارے کے سارے افراد طاعون میں مبتلا پائے گئے اور کوئی شخص انہیں پانی تک دینے والا نظر نہ آتا تھا۔ لاشیں گھروں میں پڑی سڑتی تھیں اور کوئی انہیں اٹھا کر دفن کرنے کی جرأت اور طاقت نہیں رکھتا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ طاعون سے بچے ہوئے لوگ طاعون زدہ مریض کے پاس اس ڈر کی وجہ سے نہیں جاتے تھے کہ کہیں ہم بھی اس خبیث مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ دوسرے کثرت وشدّت مرض کی وجہ سے شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی شخص بچا ہوا نظر آتا تو وہ ’’یک انار وصد بیمار‘‘ کا مصداق ہوتا۔ وہ غریب کس کس کی خدمت اور جان بری کی کوشش کرسکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ لوگ ایک سخت اور ہولناک مصیبت میں مبتلا تھے۔

(حیات طیبہ، صفحہ 298 مطبوعہ قادیان 2017 مصنفہ حضرت شیخ عبد القادر سابق سوداگرمل)

اس وباء کی کیفیت اور شدت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اسکے بعد جو کچھ ہوا الفاظ اُسے ادا نہیں کرسکتے۔ طاعون کی ابتداء گو بمبئی سے ہوئی تھی اور قیاس چاہتا تھا کہ وہیں اس کا دورہ سخت ہونا چاہئے مگر وہ تو پیچھے رہ گیا اور پنجاب میں طاعون نے اپنا ڈیرہ لگا لیا اور اس سختی سے حملہ کیا کہ بعض دفعہ ایک ایک ہفتے میں تیس تیس ہزار آدمیوں کی موت ہوئی اور ایک ایک سال میں کئی کئی لاکھ آدمی مرگئے۔ سینکڑوں ڈاکٹر مقرر کئے گئے اور بیسیوں قسم کے علاج نکالے گئے

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡہُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا (النساء:150)

ترجمہ: اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ہر سال طاعون مزید شدت اور سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئی اور گورنمنٹ منہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اور بہت سے لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں نے اس قہری نشان کو دیکھ کر صداقت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائے اور اس وقت تک طاعون کے زور میں کمی نہ ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو نہ بتایا کہ طاعون چلی گئی۔ بخار رہ گیا۔ اسکے بعد طاعون کا زور ٹوٹنا شروع ہوگیا اور برابر کم ہوتی چلی گئی مگر بعض الہامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض کے ابھی کچھ اور دورے ہونگے۔ اس ملک میں بھی اور دوسرے مما لک میں بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔‘‘ (دعوت الامیر، صفحہ 311، ایڈیشن جنوری 2017)

اس مہلک وبا سے نہ صرف عامۃ الناس جنہوں نے باوجود مامور زمانہ کے انتباہ کے اپنی حالتوں میں تبدیلی نہیں کی بلکہ ائمۃ الکفر جو کہ اپنی شوخی اور شرارتوں اور تکذیب اور تکفیر میں بڑھتے گئے، ہلاک کئے گئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی صداقت کے نشانات کے ضمن میں اپنی معرکۃ الآراء تصنیف حقیقت الوحی میں اکہترویں نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اکہترواں نشان جو کتاب سر الخلافہ کے صفحہ 62 میں مَیں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کیلئے مَیں نے دُعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں سو اس دُعا سے کئی سال بعد اس مُلک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے اور وہ دُعا یہ تھی:

وخذرب من عادی الصلاح و مفسدًا
و نزّل علیه الرجز حقًا و دمّرِ
و فرج کروبی یا کریمی و نجّنی
ومزّق خصیمی یا الٰهی و عفّرِ

اور پھر کتاب **اعجاز احمدی** میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب الله صائِلًا
علیٰ معتدٍ یؤذی و بالسّوء یجهر
ویأتی زمان کاسرٌ کُلّ ظالم
وهل یهلکنّ الیوم الا المدّمّرٗ
وانّی لشرّ النّاس ان لم یکن لهم
جزاء اهانتهم صغارٌ یصغّرٗ
قضی الله انّ الطعن بالطعن بیننا
فذالك طاعون اتاهم لیبصروا
ولمّا طغی الفسق المبید بسیله
تمنّیت لو کان الوباء المتبّرٗ

ترجمہ: جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اُس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہوں گے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور میں سب بدلوگوں سے بدتر ہوں گا اگر اُن کیلئے ان کی اہانت کی جزا اہانت نہ ہو۔ خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو اُن کو پکڑے گی۔ اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون چاہیئے۔

اور اسکے بعد یہ الہام ہوا۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔ اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا اور پھر مذکورہ بالا دُعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہوکر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب اُن پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہوگیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے رد میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی اور چندروزہ زندگی سے پیار کرکے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمر بستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص چراغ دین نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُس کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی 4/اپریل 1906ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اُسکا الہام انّی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اِس لئے آخر کار ذلّت اور رسوائی سے ان کی موت ہوتی ہے اور ان کے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا اُن کا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہو گئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے۔ میں نے کہا کہ اُن کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کیلئے آئی ہے۔ اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔ جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مر گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُس کی بیوی بھی طاعون سے مر گئی اور اُس کا داماد بھی جو محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مر گیا۔ اِسی طرح اُس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اِس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو میں ٹھہرا اگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلّت اور رسوائی بھی اور میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اُس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔

سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گزرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی 1906ء میں ہلاک ہوا اور اُسکے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کرکے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

بار گاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو	مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر	کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین (قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے	جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے	وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

طالب دعا: سید زمرود احمد ولد سید شعیب احمد اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ بھونیشور، اڈیشہ)

القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراضِ نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُن کا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُسکی بیوی اور اُسکی والدہ اور اُس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُسکے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔" (حقیقت الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 235 تا 238)

اسی طرح پچھترویں نشان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "پچھترواں نشان۔ میں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ 35 سے صفحہ 38 تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔" (حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 239)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی کیفیت اور پھر اس کے نتیجہ میں کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت روز روشن کی طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی، اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے نزدیک یہ پیشگوئی ایسی واضح اور مومن و کافر سے اپنی صداقت کا اقرار کرانے والی ہے کہ اسکے بعد بھی اگر کوئی شخص ضد کرتا ہے تو اس کی حالت نہایت قابل رحم ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھ سکتا ہے کہ (1) طاعون کی خبر ایک لمبا عرصہ پہلے دی گئی تھی اور کوئی طبّی طریق ایسا نہیں ایجاد ہوا جس سے اتنا لمبا عرصہ پہلے وباؤں کا پتہ دیا جا سکے (2) طاعون کے نمودار ہونے پر یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عارضی دورہ نہیں ہے بلکہ سال بسال یہ بیماری حملہ کرتی چلی جائے گی (3) یہ بھی قبل از وقت بتایا گیا تھا کہ یہ بیماری پنجاب میں نہایت سخت ہوگی۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ پنجاب میں ہی یہ بیماری سب سے زیادہ پھیلی اور یہیں سب سے زیادہ موتیں ہوئیں (4) ڈاکٹروں نے متواتر پیشگوئیاں کیں کہ اب یہ بیماری قابو میں آگئی ہے مگر آپ نے بتلایا کہ اس وقت تک اس کا زور ختم نہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا علاج نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ اس کا دورہ برابر نو سال تک سختی سے ہوتا رہا (5) آخر میں اللہ تعالیٰ نے خود رحم کر کے اسکے زور کو توڑ دینے کا وعدہ کیا اور آپؑ کو بتایا گیا کہ طاعون چلی گئی۔ بخار رہ گیا چنانچہ اس الہام کے بعد طاعون کا زور ٹوٹ گیا اور بخار کا شدید حملہ پنجاب میں ہوا جس سے قریباً کوئی گھر خالی نہیں رہا اور سرکاری رپورٹوں میں تسلیم کیا گیا کہ بخار کا یہ حملہ غیر معمولی تھا۔" (دعوت الامیر، صفحہ 312، ایڈیشن جنوری 2017)

پیشگوئی کا دوسرا عظیم الشان پہلو
الدار کی حفاظت کا وعدہ

جب ہر طرف موتا موتی کا عالم تھا اور لوگ کتوں کی طرح مر رہے تھے ایسے حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہدایات الٰہیہ کی روشنی میں "دافع البلا و معیار اہل الاصطفاء کے نام سے ایک رسالہ شائع فرمایا جو 23 اپریل 1902 کو شائع کیا گیا۔ حضورؑ نے اس میں ایک طرف تو لوگوں کو ظاہری صفائی کی تلقین فرمائی اور دوسرے اصل اور حقیقی علاج کی طرف توجہ دلائی جو یہ تھا کہ وہ اپنے گناہوں اور شرارتوں سے توبہ کر کے اپنے خالق و مالک سے سچی صلح کریں اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مامور کر کے بھیجا ہے اس کی طرف رجوع کریں۔ اس کتاب میں آپ نے وہ الہام بھی لوگوں کو یاد دلایا جسے آپ 26 مئی 1898 کے اشتہار میں شائع فرما چکے تھے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَآ بِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اِس بلائے طاعون کو ہرگز دُور نہیں کرے گا جب تک لوگ اُن خیالات کو دُور نہ کر لیں جو اُن کے دِلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دُور نہیں ہو گی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اِسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ (دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 225، 226)

پھر اوی کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ نے اسی ضمن میں فرمایا:

"اٰوٰی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے۔ یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتّوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیاں پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَامُ۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزّت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اوّل یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دُوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُن کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ہم نے اٰوٰی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اُسکے مطابق یہ معنے کر دیئے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دُوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام دُنیا میں ایک قادیان ہے جس کیلئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ (دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 225 حاشیہ)

پھر اسی زمانہ میں حضرت اقدسؑ کو ایک الہام یہ بھی ہوا تھا کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنْ اِسْتِکْبَار۔ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ یعنی مَیں ہر ایک انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 401)

اس الہام سے چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کا گھر بہر حال طاعون سے کلیۃ محفوظ رہے گا، اس لئے حضرت اقدسؑ نے اپنے بہت سے احباب کو اپنے گھر میں رہنے کی دعوت دے دی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تو مع اہلیہ صاحبہ پہلے ہی حضور کے گھر رہتے تھے۔ حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب، مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی حضور نے اپنے گھر میں جگہ دے دی۔ اسکے علاوہ بعض اور خاندان

حضرت مصلح موعودؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے | پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو
خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو | اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

حضرت مصلح موعودؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے | حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے
توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے | ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

بھی حضور کے گھر میں رہنے لگے مگر باوجود اسقدر اژدھام کے کسی شخص نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کی اور خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت فرمائی کہ انسان تو کیا ایک چوہا تک بھی حضرت اقدس کے گھر میں کبھی نہیں مرا۔

حضرت اقدسؑ ، حضرت مولوی محمد علی صاحب کے طاعون سے معجزانہ طور پر محفوظ رہنے کے ضمن میں کتاب حقیقت الوحی میں نشان نمبر 103 کے ذیل میں فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہوگیا اور اُن کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیّت کردی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ اِنِّي اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّار۔ تب میں اُن کی عیادت کیلئے گیا اور اُن کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے اُن کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہوگئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔‘‘ (حقیقت الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 265)

گویا حضور علیہ السلام کو وحی الٰہی پر اس قدر کامل یقین تھا کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپ کے گھر میں بھی کوئی طاعون کا کیس ہوسکتا ہے۔

پھر اسی زمانہ یعنی 1902ء میں آپ نے ایک کتاب کشتی نوح، تصنیف فرمائی جس میں آپ نے گورنمنٹ انگریزی کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ اس نے رعایا کی جانوں کی حفاظت کیلئے ٹیکہ لگوانے کا انتظام کیا لیکن اپنے متعلق لکھا کہ ہمارے لئے ایک آسمانی روک ہے، اگر وہ نہ ہوتی تو سب سے پہلے ہم ٹیکہ کرواتے اور وہ روک یہ ہے، آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کیلئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کیلئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جسکی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کیلئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر یک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہوکر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اسکے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمادیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 2)

اپنی سچائی پر اس سے بڑی کیا گواہی ہو سکتی ہے کہ وبا کا یہ عالم ہے کہ اردگرد موتا موتی لگی ہوئی ہے، ہر گاؤں سے روزانہ کسی نہ کسی کے مرنے کی خبر آرہی ہے، گھروں میں ماتم برپا ہے اور حضورؑ بڑے پر شوکت الفاظ میں حکومت سے فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کیلئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکہ کی کچھ ضرورت نہیں۔

پنجاب میں اس بیماری کا سب سے زیادہ زور جن اضلاع میں تھا وہ وہی تھے جن کے قرب میں حضورؑ کی رہائش تھی۔ 26/ اپریل 1907ء کے اخبار ’’اہل حدیث‘‘ میں جو امرتسر سے مولوی ثناء اللہ امرتسری شائع کرتے تھے اور جس کا بنیادی کام ہی جماعت احمدیہ کی مخالفت تھا، صفحہ 11 پر انتخاب الاخبار میں ’’طاعونی اموات کا حساب‘‘ کے نام سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں ایک ہفتہ میں پنجاب میں مختلف اضلاع میں طاعون سے مرنے والوں کی تعداد شائع کی گئی ہے۔ اس کے مطابق اس ہفتہ دو ہزار فی ضلع سے زائد اموات گوجرانوالہ، سیالکوٹ، جالندھر، شاہ پور، گورداسپور اور لاہور میں ہوئی ہیں۔ یہی وہ علاقہ ہے جو حضور کے مسکن کے اردگرد تھا بلکہ اس اخبار میں مخالفت اور تعصب کے قلم سے یہ نوٹ بھی درج کیا گیا کہ ’’کرشن قادیانی کا ضلع گورداسپور خاص قابل غور ہے۔‘‘

اس وباء سے قبل بالخصوص الدار اور پھر اپنے تمام سلسلہ کے نسبتاً اور مقابلۃً طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ دراصل برابر بیس بائیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلۃً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اُسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کردے نہیں آئے گی اِلَّا کم اور شاذ و نادر۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 4، 5)

طاعون کے ایام میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی حفاظت کا ایک ایسا زبردست نشان دکھایا کہ باوجود ٹیکا نہ کرانے کے ہزارہا کی جماعت سے شاذ و نادر کے طور پر ہی کوئی کیس جماعت میں ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ تھا جو لکھو کھہا مخلوق خدا کے مشاہدہ میں آیا۔ چنانچہ اس کا اس قدر زبردست اثر ہوا کہ گاؤں کے گاؤں احمدی ہو گئے ۔ بعض اوقات کئی کئی سو افراد کی طرف سے روزانہ بیعت کے خطوط آتے تھے اور ان ایام میں آپ کی تعلیم جسے آپ نے کشتی نوح میں درج کیا ایک آسمانی ٹیکہ ثابت ہوئی جسکی وجہ سے آپ کی جماعت طاعون کے عذاب سے محفوظ رہی۔

یہی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے کہ ایک محفوظ مقام پر کھڑا ہو کر تو کوئی بھی شخص اپنی اٹکل سے کوئی بات بنا سکتا ہے، مگر حضرت مرزا صاحب نے نہ صرف اس بیماری کے پھیلنے سے قبل اہل پنجاب کو اس کی اطلاع دے دی تھی بلکہ پنجاب میں بھی اس مقام پر موجود تھے جہاں اس بیماری کا زور سب سے شدید تھا اور طُرفہ یہ کہ ٹیکہ لگانے سے بھی معذرت کر لی اور پھر یہ چیلنج بھی شائع فرمایا کہ جس طرح یہ پیشگوئی قادیان کے محفوظ رہنے کے بارہ میں ہے اسی طرح دوسرے مذاہب والے بھی اپنی صداقت کیلئے اپنے اپنے علاقہ کے بارہ میں پیشگوئیاں کریں تا کہ انکی صداقت بھی پرکھی جا سکے لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اپنے کسی علاقہ کے بارے میں طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کر سکتا۔

غور فرمائیے کہ ایک شخص جسے (نعوذ باللہ

من ذلک) کذّاب اور دجّال کہتے تھے، اول تو طاعون کی آمد سے چار سال قبل جبکہ اس مؤذی مرض کا نام ونشان بھی اس ملک میں موجود نہ تھا طاعون کی خبر دیتا ہے۔ پھر ایسے وقت میں جبکہ یہ مرض پوری شدت کے ساتھ ملک میں پھیل گئی اور لوگ کتّوں کی طرح مرنے لگے، اپنی اور اپنے مسکن کی عصمت اور حفاظت کی خبر دیتا ہے اور اپنے مخالفین اور مکذبین کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر ان کا بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ کچھ تعلق ہے تو وہ بھی اس قسم کا دعویٰ شائع کر کے دیکھ لیں۔ اگر ان کے مساکن بھی طاعون سے محفوظ رہے تو میں ان کو اولیاء اللہ میں سمجھ لوں گا ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر خود مہر لگا دیں گے، مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قدم رکھے۔ پس یہ پیشگوئی اپنے ہر پہلو کے اعتبار سے روز روشن کی طرح پوری ہوئی اور مامور من اللہ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئی اور مخالفین، مکذبین اور مکفرین پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ طوفان مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور میں جانتا ہوں کہ اُن کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کیلئے اس قدر کوشش اور یہ پُر زور طوفان جو میری مخالفت میں پیدا ہوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا اُن لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلاوے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اسکے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اِس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر بھی میں اِن صدمات سے بچ جاؤں گا۔

سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ وہ کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائے گا مگر عجیب قدرتِ حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تیری حفاظت کرونگا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئے گی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ میں لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اِس تیرے گھر کی حفاظت کروں گا اور ہر ایک جو اِس چار دیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اِس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہو گئے اور ہمارے اِردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔ (حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 262 تا 265)

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

......☆......☆......☆......

فضائل قرآن مجید

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اُس پہ قرباں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 198)

دعوتِ فکر

کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 57)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کی رو سے

(مامون الرشید تبریز، مربی سلسلہ، شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

دنیا میں جب بھی کوئی موعود نبی یا رسول مبعوث ہوا ہے، اس کی آمد کی خبریں خدا تعالیٰ اس کے مبعوث ہونے سے قبل ہی اپنے نیک بندوں کو دے دیتا ہے اور یہ خبریں خدا تعالیٰ کے مقربین اولیاء آنے والی نسلوں کیلئے پیشگوئیوں کے رنگ میں محفوظ کر جاتے ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں موعود نبی کی آمد کا وقت بھی بیان کیا ہوتا ہے اور مقام بھی۔ اسکے علاوہ پیشگوئیوں میں موعود زمانہ کی نشانیاں اور صفات کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ بائبل میں جابجا حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں بھی اور ہمارے پیارے آقا سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارہ میں بنی اسرائیلی نبیوں کی پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کے علماء کیلئے فرمایا:

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے۔

رسول کریم ﷺ کی امت میں جو بزرگان اور اولیاء گزرے ہیں انہوں نے آنے والے موعود مسیح و مہدی کے متعلق ان کی بعثت سے قبل ہی بنی اسرائیلی انبیاء کی مانند پیشگوئیاں کیں۔ یہ وہ پیشگوئیاں تھیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے روز روشن کی طرح پوری ہوئیں اور آپؑ کی صداقت پر ایک نشان بن گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بہت سے اہل کشف مسلمانوں میں سے جن کا شمار ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوگا، اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اور نیز خدا تعالیٰ کی کلام کے استنباط سے بالاتفاق یہ کہہ گئے ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودہویں صدی کے سر سے ہرگز ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور ممکن نہیں کہ ایک گروہ کثیر اہل کشف کا کہ جو تمام اولین اور آخرین کا مجمع ہے، وہ سب جھوٹے ہوں اور ان کے تمام استنباط بھی جھوٹے ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 326)

(1) ان نیک بزرگان امت میں سے ایک علامہ عبد الوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 976ھ نے اپنی کتاب الیواقیت والجواھر میں فرمایا ہے: ’’مَوْلِدُہٗ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَۃَ خَمْسِیْنَ وَ مِئَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ‘‘ یعنی امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش 1250 ہجری میں ہوگی۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار)

(2) بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خود خدا نے علم دیا تھا کہ ’’اَلْمَهْدِیُّ تَهَیَّأَ لِلْخُرُوْجِ‘‘ یعنی امام مہدی آنے کو تیار ہے۔

(تفہیمات الٰہیہ، جلد 2، صفحہ 123)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ 394 پر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کے بارے میں لکھا ہے، فارسی عبارت کا اردو ترجمہ یہ ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے امام مہدی علیہ السلام کی تاریخ ظہور لفظ ’’چراغ دین‘‘ میں بیان فرمائی جو کہ حروف ابجد کے لحاظ سے 1268 ہوتے ہیں۔

(3) نواح دہلی میں تقریباً آٹھ سو سال قبل ایک با کمال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ ان کے مشہور فارسی قصیدہ میں آخری زمانہ کے حالات کا ذکر ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شاہسوار مے بینم

یعنی اس وقت کے مہدی و عیسیٰ کو میں شہسوار دیکھتا ہوں۔ (اربعین فی احوال المہدیین، مطبوعہ 1268ھ ’’اصلی قصیدہ‘‘ شائع کردہ مکتبہ پاکستان لاہور)

(4) حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 638ھ نے 628ھ میں فرمایا:

’’وَیَکُوْنُ ظُهُوْرُهٗ بَعْدَ مَضِیِّ خ ف ج مِنَ الْهِجْرَةِ‘‘ یعنی امام مہدی کا ظہور سن ہجری کے مطابق ’’خ ف ج‘‘ کے گزرنے پر ہوگا۔ (مقدمہ ابن خلدون، صفحہ 354، ترجمہ از مولانا سعید حسن خان یوسفی فاضل)

خ ف ج کے اعداد بحساب ابجد 683 بنتے ہیں (خ 600، ف 80، ج 3) جبکہ یہ قول 628ھ کا ہے اس طرح 628 کو اگر 683 سے جوڑا جائے تو بعد ہجری 1311 سال بنتے ہیں جو مہدی کے نشان کسوف و خسوف کا سال ہے۔

(5) ایک ایرانی بزرگ شیخ علی اصغر بروجردی جو بڑے بڑے خطابات کے حامل اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں، اپنی کتاب نور الانوار صفحہ 215 پر لکھتے ہیں (فارسی شعر کا اردو ترجمہ یہ ہے)

یعنی سال ’’صرغی‘‘ میں اگر تو زندہ رہا تو ملک بادشاہت اور ملت و دین میں انقلاب آجائے گا۔ صرغی کے اعداد بحساب ابجد 1290 ہوتے ہیں۔ (امام مہدی کا ظہور از محمد اسد اللہ کشمیری، صفحہ 417)

(6) عرب ملکوں کے دورہ پر وہاں کے علماء کا امام مہدی کیلئے انتظار دیکھ کر خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں:

کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور 1330 میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے اور اگر وہ وقت ابھی نہیں آیا تو 40 تک تو ظہور بالکل یقینی ہے کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو 40 تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے۔

(شیخ سنوسی اور ظہور مہدیٔ آخر زمان صفحہ آخر)

(7) حضرت حافظ برخوردار خان علیہ الرحمۃ جو سیالکوٹ کے ایک ولی کامل بزرگ گزرے ہیں، مسیح موعود کی آمد کے بارہ میں فرماتے ہیں (فارسی شعر کا اردو ترجمہ اس طرح ہے)

یعنی جب ہجری سن کے پورے تیرہ سو سال گزر جائیں گے تب حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوگا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت حافظ برخوردار صاحبؒ عیسیٰ کے ’’ظہور‘‘ کے قائل ہیں آسمان سے اترنے کے نہیں۔

(8) ایک مشہور شیعہ بزرگ حضرت ابو سعید خانم ہندی گزرے ہیں۔ آپ نے کشف میں حضرت امام مہدیؑ کی زیارت کی تھی۔ آپ پورا کشف بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں: ’’کُلُّ ذٰلِكَ بِكَلَامِ الْهِنْدِ‘‘ (صافی شرح اصول کافی، کتاب الحجہ، باب مولد صاحب الزمان، جزوسوم، حصہ دوم، صفحہ 304) یعنی کشف میں حضرت امام مہدیؑ نے جس زبان میں کلام فرمایا وہ سارا ہندوستانی زبان میں تھا۔

(امام مہدی کا ظہور، صفحہ 363)

گرچہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مادری زبان پنجابی تھی لیکن اس میں ہندوستان میں بولی جانے والی اردو زبان کی طرف اشارہ ہے۔ آپؑ کا زیادہ تر لٹریچر اسی زبان میں ہے۔

(9) ایک اور صوفی بزرگ حضرت شیخ حسن العراقی نے کتاب غایۃ المقصود میں لکھا ہے:

’’میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں...... جب میں شام میں نوجوانی کی حالت میں جامع بنی امیہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کو کرسی پر بیٹھے ہوئے مہدی اور اسکے خروج کے بارے میں گفتگو کرتے سنا۔ اس وقت سے مہدی کی محبت میرے دل میں گڑ گئی اور میں دعا میں لگ گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے ملائے۔ پس میں ایک سال تک دعا کرتا رہا۔ ایک دن میں مغرب کے بعد مسجد میں تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے پاس آیا، کہ جسکے سر پر عجمیوں کی پگڑی بندھی ہوئی تھی اور اونٹ کے بالوں کا جبّہ تھا۔ اس نے میرے کندھے کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور مجھے کہا، میری ملاقات کی تجھے کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں مہدی ہوں، پس میں نے اسکے ہاتھ چومے۔‘‘ (غایۃ المقصود، جلد دوم، صفحہ 81)

اس میں موعود زمانہ کے عجمی ہونے کی خبر دی ہے۔ اس حوالہ کو پہلے حوالہ سے ملا کر دیکھیں تو موعود امام کے ہندوستان میں ظاہر ہونے کی خبر قبل از وقت دی گئی۔

(10) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ

اللہ علیہ جن کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو انہیں رویاء میں حضورؐ نے فرمایا تھا، ایک کتاب فصوص الحکم تحریر فرمائی۔ اس میں پیشگوئی فرمائی کہ آنے والا موعود جو خاتم الاولیاء بھی ہے توام پیدا ہوگا۔ اس سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوگی اسکے بعد وہ پیدا ہوگا۔

پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ آنے والا موعود خاتم الاولاد ہوگا۔ خاتم الاولاد کے معنے خاتم الاولیاء کے ہیں۔ دوسرے وہ توام پیدا ہوگا اور اس سے پہلے ایک اسکی بہن پیدا ہوگی اور اسکا مولد چین ہوگا۔ عربی میں ''الصین'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ عربی میں غیر عرب علاقہ یا دور دراز علاقہ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی موعود نبی مسیح ومہدی کا مولد غیر عرب علاقہ یا دور دراز کا ہونا ہی مراد ہے۔

(فصوص الحکم، صفحہ 36، مترجم مولانا محمد مبارک علی حیدرآبادی، مطبوعہ 1308ھ، مطبع احمدی کانپور)

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ایک اور تصنیف ''فتوحاتِ مکیہ'' ہے۔ اس کتاب کی تیسری جلد میں آنے والے موعود کے اصحاب اور مقربین کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

''وہ سب عجمی ہونگے۔ ان میں سے کوئی عربی نہ ہوگا لیکن وہ عربی میں کلام کرتے ہونگے۔ ان کیلئے ایک حافظ قرآن ہوگا جو انکی جنس سے نہیں ہوگا کیونکہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ وہ اس موعود کا خاص وزیر اور بہترین امین ہوگا۔'' (فتوحات مکیہ، جلد سوم، صفحہ 364 تا 365)

سبحان اللہ! اس پیشگوئی میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کا ذکر ہے وہیں حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی طرف بھی واضح اشارہ ہے۔

(11) ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد عبدالعزیز پہارویؒ نے الہام الٰہی سے خبر پاکر مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان کسوف خسوف کے واقع ہونے کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی (فارسی شعر کا اردو مفہوم یہ ہے)

یعنی 1311ھ میں سورج اور چاند کو اکٹھا ایک مہینہ میں گرہن لگے گا اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجّال کے درمیان امتیاز کرنے کا باعث ہونگے۔ اس پیشگوئی میں سورج اور چاند گرہن کا 1311ھ میں ظاہر ہونا بتایا گیا ہے۔ عین اسی کے مطابق یعنی 1894ء میں یہ نشان ظاہر ہوگیا۔

یہ بزرگان امت محمدیہ کی وہ عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جو کہ موعود زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دنیا کے سامنے ہمیشہ بیان کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگان سلف کی بیان کردہ خبروں پر تمام عالم اسلام کو شرح صدر عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا فوج در فوج قبول کرے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

محمدؐ نے ہم کو بشارت جو دی تھی | سلام جس کو دینے کی تاکید کی تھی
خدا ایسا جانباز پیدا کرے گا | جو اسلام کو پھر سے زندہ کرے گا
ثریا سے واپس وہ ایمان لائے | جہاں سے جو کھویا وہ عرفان لائے
وہی حق کو ہر سمت و جانب کرے گا | وہ اسلام کو سب پہ غالب کرے گا
سبھی ظلمتیں پھر سے کافور ہوں گی | دشائیں سبھی پھر سے پُرنور ہوں گی

مسیح ابن مریم لقب پانے والا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

محمدؐ کی امّت پہ غم ہو نہ طاری | چمن میں ہوئی ہے یہ پھر آبیاری
خدا نے تو ہم پہ یہ احسان کیا ہے | کہ ہم کو مسیح الزّماں یہ دیا ہے
کھلے گل جو گلشن میں سب کو دکھا دیں | چلو ساری دنیا کو ہم یہ بتا دیں
کہاں ہو ابھی تک یہ کیا سوچتے ہو | وہ آیا ہے اب تک جسے ڈھونڈتے ہو
نہ بد بخت ہرگز بنے تم پھرو اب | سنو! اور جلدی سے بیعت کرو اب

ہو خوش بخت جو تم نے یہ وقت پایا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

کفن سر پہ باندھیں، کمر کس کے نکلیں | یوں اظہار دیں کے عزائم سے نکلیں
یہ وقتِ اشاعت ہے برّ و بحر میں | گنوائیں نہ اسکو اگر اور مگر میں
تغافل، تساہل کو بس دور کر کے | حقیقی مساعی یوں بھرپور کر کے
وہ روحیں کہ فطرت میں جن کی صفا ہے | تکبّر سے خالی دلوں میں وفا ہے
جو اسلام کی سربلندی کی خاطر | شب و روز بھی اپنی کرتے ہیں حاضر

ہے چاروں طرف سب نے پیغام پایا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

مبارک ہیں وہ جو ایمان لائے | سعیدوں کے مضبوط قلعے میں آئے
یہی ہیں حقیقت میں امّت کے جانی | یقیں میں ہیں محکم شجاعت میں عالی
یہی ہیں جو امت کے ہیں اصل والی | ہیں یہ نیک باطن، عداوت سے خالی
چلو اب جہاں میں کریں سب منادی | خدا نے یہاں پھر سے بھیجا ہے ہادی
ہٹا کے حجابوں کو دیکھو ادھر اب | یہ یاس والم کے گئے سارے دن اب

نہ مایوس ہو اب پلٹ دے گا کایا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

تر و تازہ ساری یہ روحیں رہیں گی | ہدایت کے سائے میں پھولے پھلیں گی
مکرّر یہ باطل پہ تلوار ہو گی | بہت زور سے اب یہ یلغار ہوگی
مٹے گی یہ ظلمت رہے گا اجالا | رہے گا صداقت کا پھر بول بالا
یہ دجال سارے، یہ یاجوج سارے | مریں گے مٹیں گے یہ ماجوج سارے
جہالت سے عالم یہ آزاد ہوگا | علومِ ہدایت سے آباد ہوگا

یہ اقبال کا دن خدا نے دکھایا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

عنایاتِ یزداں ہیں دیکھو خدارا | نہ ٹھکراؤ بن کے یہود و نصاریٰ
نہ اسلام کو کچھ بھی خوف و خطر اب | طلوع جو ہے خورشیدِ فتح و ظفر اب
لبالب بھرے ہیں یہ اہل جنوں سب | وہ آئے لٹائے علوم و فنوں سب
صلیبوں کا کاسر، قلم کا وہ سلطاں | فتوحاتِ دیں میں تھا ہر لحظہ کوشاں
کمالاتِ خاصہ کے بھرپور حامل | خدا کی تھی نصرت ہر آن شامل

لدنّی فصاحت، بلاغت میں یکتا
وہ موعودِ عالم جو آنا تھا آیا

(سلیق احمد نایک، قادیان)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت حکم وعدل

(لئیق احمد ڈار، مربی سلسلہ، نظارت علیاء قادیان)

تاریخ گواہ ہے کہ جب جب دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرستادے ظاہر ہوئے تو ان کی مخالفت ہوئی اور بشدت مخالفت ہوئی اور کیوں ہوئی اس لئے کہ وہ طرز زمانہ سے ہٹ کر کچھ اور دعویٰ کررہے ہیں اور مشہور راؤں سے برعکس اعلان کررہے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ عوام الناس میں سے سعید روحوں پر انکی صداقت واضح ہو جاتی ہےاورانہیں ایمان کی دولت نصیب ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوؤں کی سچائی اظہر من الشّمس ہوجاتی ہے۔ معاندین کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (سورۃ یٰسین:31)

ترجمہ: ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اسکو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)

اورالٰہی سلسلوں کے غلبہ کے متعلق دوسری طرف فرماتا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ

(سورۃ المجادلہ:21)

ترجمہ: اللہ نے فیصلہ کرچھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے اللہ یقیناً طاقتور (اور) غالب ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے آئندہ حالات کے بارے میں باخبر کیا اور آخری زمانہ میں ایک مامور کی آمد کے متعلق پیشگوئیاں بھی فرمائیں کہ ایک خادم ملت بیضاء ظاہر ہوگا جو منصب کے لحاظ سے مسیح اور مہدی اور حکم اور عدل اور نبی کے مؤقر خطابات آسمانی سے مخاطب کیا جائے گا اور عرش سے اسکو نہایت اعزاز سے پُکارا جائے گا۔ اس کو میرا سلام کہنا اور اس کی بیعت کرنا۔ مطلب یہ تھا کہ اس کی مخالفت میں کمربستہ نہ ہوجانا بلکہ اسکی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا۔

عین وقت پر اور حسب ضرورت زمانہ یہ آسمانی بادشاہ آیا اور دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود اور حکم وعدل اور نبی ہوں جس پر اسکی یک لخت مخالفت شروع ہوئی۔ یہ طرز تو دہرائی جانی ہی تھی کیونکہ پہلے سے پیشگوئیوں میں بتلایا گیا تھا کہ اسکی مخالفت ہوگی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’تقدیر الٰہی میں قرار پاچکا تھا کہ ایسے یہودی اس امت میں بھی پیدا ہوں گے۔ پس اسلئے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا جیسا کہ حضرت یحییٰ کا نام الیاس رکھا گیا تھا۔ چنانچہ آیت غیر المغضوب علیہم میں اسی کی طرف اشارہ ہے پس عیسیٰ کی آمد کی پیشگوئی اس امت کیلئے ایسی ہی تھی جیسا کہ یہودیوں کیلئے حضرت یحییٰ کی آمد کی پیشگوئی۔ غرض یہ نمونہ قائم کرنے کیلئے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس عیسیٰ کے مکذب جو اس امت میں ہونے والے تھے ان کا نام یہود رکھا گیا چنانچہ آیت غیر المغضوب علیہم میں انہیں یہودیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ یہودی جو اس امت کے عیسیٰ کے منکر ہیں جو ان یہودیوں کے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ پس اس طور سے کامل درجہ پر مشابہت ثابت ہوگئی کہ جس طرح وہ یہودی جو الیاس نبی کی دوبارہ آمد کے منتظر تھے حضرت عیسیٰ پر محض اس عذر سے کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہیں آیا ایمان نہ لائے۔ اسی طرح یہ لوگ اس امت کے عیسیٰ پر محض اس عذر سے ایمان نہ لائے کہ وہ اسرائیلی عیسیٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔ پس ان یہودیوں میں جو حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے تھے اس وجہ سے کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہیں آیا اور ان یہودیوں میں جو حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں مشابہت ثابت ہوگئی اور یہی خدا تعالیٰ کا مقصد تھا۔ اور جیسا کہ اسرائیلی یہودیوں اور ان یہودیوں میں مشابہت ثابت ہوگی اسی طرح اسرائیلی عیسیٰ اور اس عیسیٰ میں جو میں ہوں مشابہت بدرجہ کمال پہنچ گئی کیونکہ وہ عیسیٰ اسی وجہ سے یہودیوں کی نظر سے رد کیا گیا کہ ایک نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا اسی طرح یہ عیسیٰ جو میں ہوں ان یہودیوں کی نگاہ میں رد کیا گیا ہے کہ ایک نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔‘‘

(تفسیر مسیح موعودؑ، جلد اول، سورۃ الفاتحہ، صفحہ 311)

احادیث میں مسیح موعودؑ کو حکم وعدل کہہ کر خاص طور سے فرمایا گیا تھا کہ تمام مختلف فیہ دینی امور میں وہ حکم وعدل ہوگا۔ سو وہ حکم وعدل آیا اور سب مختلف فیہ امور میں اپنا فیصلہ سُنایا اور جو اسکی بات مان گئے وہ اسکی جماعت کہلائے اور باقی ابدی خسران میں چلے گئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ فرماتے ہیں کہ

’’اُس زمانہ میں (اختلافات نے۔ناقل) اسلامی دنیا میں ایک اندھیر مچا رکھا تھا اور علاوہ آپس کی تُوتُو مَیں مَیں کے انکی وجہ سے مسلمانوں میں ایسی ایسی باتیں پیدا ہوگئی تھیں جنہوں نے اسلام کو دنیا میں بدنام کردیا تھا اور دشمن کو اسلام پر حملہ کرنے کا ایک بہت بڑا موقعہ ہاتھ آگیا تھا اور فہمیدہ مسلمان اس بات سے تنگ آکر اور کوئی مخلصی کی راہ نہ دیکھ کر اسلام کی حالت پر خون کے آنسو بہاتے تھے اور بعض کمزور ایمان تو اسلام کو خیرباد کہہ رہے تھے۔ ایسے طوفان عظیم کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کو حکم وعدل بنا کر مبعوث فرمایا جنہوں نے آتے ہی اپنا سفید جھنڈا بلند کردیا اور پکار کر کہا اِدھر آؤ کہ خدا نے مجھے تمہارے اختلافات میں حکم بنا کر بھیجا ہے۔ آؤ کہ میں تمہارے اختلافات میں سچا سچا فیصلہ کروں گا۔ اسکے بعد آپؑ اس روحانی عدالت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوگئے اور قضاء کا کام شروع ہوا۔‘‘ (تبلیغ ہدایت، صفحہ 106، شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان، نومبر 2014ء)

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’اس جگہ اگر کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ اختلافات کے متعلق تو تمام علماء اپنی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہی آئے ہیں، حضرت مرزا صاحبؑ نے اس معاملہ میں کیا زیادت کی؟ تو یہ ایک باطل شبہ ہوگا۔ کیونکہ رائے کا اظہار کرنا اور بات ہے اور حکم ہو کر کسی بات کا فیصلہ کردینا بالکل اور بات ہے۔ رائے کا اظہار تو ایک بچہ بھی کرسکتا ہے، مگر حضرت مرزا صاحبؑ نے جس رنگ میں اختلافاتِ امت کا فیصلہ کیا ہے وہ اپنے اندر بعض امتیازی خصوصیات رکھتا ہے جن سے آپؑ کے حکم ہونے پر زبردست روشنی پڑتی ہے اور وہ خصوصیات یہ ہیں:

(1) آپؑ نے کسی مسئلہ میں کسی پارٹی کا جانب دار ہوکر رائے نہیں دی بلکہ ہمیشہ ایک ثالث یعنی حکم کے طور پر رائے دی ہے۔ اس لئے آپؑ کے فیصلہ جات عصبیت کے زہریلے اثر سے بالکل پاک ہیں اور یہ ایک بڑی بھاری خصوصیت ہے۔ جو شخص آپؑ کے فیصلہ جات کو دیکھے گا وہ یہ بات محسوس کرنے پر مجبور ہوگا کہ آپؑ کا ہر فیصلہ ایک منصفانہ اور غیر جانب دارانہ رنگ رکھتا ہے۔

(2) آپؑ نے صرف رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ عقلی اور نقلی دونوں پہلوؤں سے دلائل کا ایک سورج چڑھا دیا ہے اور متلاشیانِ حق کیلئے کسی اختلاف کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ جس بات پر بھی آپؑ نے قلم اُٹھایا ہے اس کا ہمیشہ کیلئے ایک ایسا فیصلہ کردیا ہے جو ایک پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا اور کوئی غیر متعصب شخص اسکی قطعیت کا لوہا مانے بغیر نہیں رہ سکتا اور ہر فیصلہ کیلئے ایسے اصول قائم کئے ہیں کہ منکر کیلئے کوئی جائے فرار نہیں چھوڑی۔

(3) آپؑ نے فوق العادت طاقتوں اور خدائی نشانوں کے زور سے اپنی ہر بات قائم کی ہے۔ یعنی صرف نقل وعقل ہی سے اپنی بات ثابت نہیں کی بلکہ منکر کی مخالفت پر تائید الٰہی کے نشان دکھا دکھا کر اپنے فیصلوں پر خدائی مہر ثبت کردی ہے۔ پس کُجا یہ فیصلے اور کجا مولویوں کی بحثیں!!! چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

(تبلیغ ہدایت، صفحہ 111 تا 112، شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان، سن نومبر 2014ء)

بعض اہم مختلف فیہ امور میں بحیثیت حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو احکام صادر فرمائے ہیں انکی تفصیل مختصراً درج ذیل ہے۔

وفات عیسیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’پانچویں غلطی حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے متعلق تھی جس میں

مسلمان اور یہود اور عیسائی سب مبتلا تھے۔ مسلمان کہتے تھے یہود نے حضرت مسیح کی بجائے کسی اور کو صلیب پر لٹکا دیا تھا اور انہیں خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ یہود اور عیسائی کہتے تھے کہ حضرت مسیح کو ہی صلیب پر لٹکا کر مار دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے خیال کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح ردّ کیا کہ فرمایا:

حضرت مسیح کی بجائے کسی اور کو صلیب پر لٹکانا صریح ظلم تھا۔ اور اگر اُس شخص کی مرضی سے لٹکایا گیا تھا تو اس کا ثبوت تاریخ میں ہونا چاہیئے۔ پھر اگر مسیح کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لینا تھا تو کسی اور غریب کو صلیب پر چڑھانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ پس یہ غلط ہے کہ مسیح کی جگہ کسی اور کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور یہ بھی کہ انہیں آسمان پر اُٹھالیا گیا۔ دوسری طرف آپؑ نے یہود اور مسیحیوں کی بھی تردید کی کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح کو صلیب سے زندہ اُتار لیا گیا تھا اور اس طرح خدا نے اُن کو لعنتی موت سے بچالیا۔

اب دیکھو انیس سو سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس واقعہ کی اصل حقیقت کا پتہ لگانا کتنا بڑا کام ہے۔ خصوصاً جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُترنے کے ثبوت آپؑ نے خود انجیل سے ہی دیئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت مسیح سے ایک دفعہ علماء وقت نے نشان طلب کیا تھا تو اس نے انہیں جواب میں کہا۔

"اس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی، باب 12، آیت 40-39)

تورات سے ثابت ہے کہ حضرت یونسؑ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور پھر زندہ ہی نکلے تھے۔ پس ضروری تھا کہ حضرت مسیح ناصریؑ بھی صلیب کے واقعہ کے موقع پر زندہ ہی قبر میں داخل کئے جاتے اور زندہ ہی نکلتے پس یہ خیال کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مر گئے تھے انجیل کے صریح خلاف ہے اور خود مسیح کی تکذیب اس سے لازم آتی ہے۔ عیسائیت کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اتنا بڑا حربہ ہے کہ آپ کے کام کی عظمت ثابت کرنے کیلئے اکیلا ہی کافی ہے مگر آپ نے اس پر بھی بس نہیں کی۔ بلکہ آپ نے تاریخ سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ واقعہ صلیب کے بعد کشمیر آئے اور وہاں آکر فوت ہوئے گویا ان کی سب زندگی کو پردہ اخفاء سے نکال کر ظاہر کر دیا۔

(حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 170 تا 171)

ختم نبوت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "پھر سلسلہ رسالت کے متعلق اختلاف تھا کہ ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے اور اب کوئی شخص خواہ وہ آپؐ سے ہی فیض پانے والا اور آپؐ کی ہی شریعت کا خادم ہو نبی نہیں ہوسکتا۔ آپؑ نے بدلائل ثابت کیا کہ خاتم النبیین کے وہ معنے نہیں ہیں جو سمجھے گئے ہیں اور سلسلہ رسالت کے بند ہونے سے یہ مراد نہیں کہ اب کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے مگر غیر تشریعی اور ظلی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اگر نبوت کے تمام شعبے بند اور منقطع سمجھے جاویں تو اسکے معنے یہ ہوں گے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود امت محمدیہ سے ایک عظیم الشان رحمت اور انعام الٰہی کے چھینے جانے کا باعث ہوا ہے۔ غرض آپؑ نے نقل وعقل سے اس مسئلہ کا بطلان ثابت کیا۔ (دیکھو حضرت مرزا صاحبؑ کی تصانیف ایک غلطی کا ازالہ، تحفہ گولڑویہ و نزول المسیح و حقیقۃ الوحی وغیرہ)"

(تبلیغ ہدایت، صفحہ 108 تا 109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے سب سے زیادہ سچے اور دین کیلئے سب سے زیادہ غیرت رکھنے والے تھے۔ پس آپؐ کا آنے والے مسیح کو نبی کے لفظ سے بار بار یاد فرمانا اس امر کی شہادت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ مگر قرآن کریم کا اپنی تعلیم کو ہر ملک اور ہر زمانہ کیلئے قرار دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو صاحب شریعت ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپؐ کو انا اٰخر الانبیاء فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی اطاعت سے باہر ہوکر نبی بنے بلکہ جو شخص بھی نبوت کا درجہ پائے گا۔ آپ کے متبعین سے ہوگا اور آپؐ کے فیض سے نبی ہوگا۔" (انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 111، آئینہ صداقت)

قرآن وحدیث

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "پھر قرآن وحدیث کے مرتبہ کے متعلق یعنی ان دونوں میں سے کون دوسرے پر قاضی ہے ایسے خیالات کا اظہار ہوا ہے کہ انہیں سُن کر ایک مسلمان کا بدن کانپ اُٹھتا ہے۔ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اور حدیث کے آگے ایک بت کی طرح گر گئے تھے۔ آپؑ نے ان مسائل پر بڑی بڑی لطیف بحثیں کیں۔ اور ایک طرف تو سنت کو حدیث سے الگ ثابت کیا اور دوسری طرف قرآن وسنت وحدیث کا الگ الگ مرتبہ دلائل اور براہین کے ساتھ متعین کیا۔ (دیکھو الحق لدھیانہ، ریویو برمباحثہ چکڑالوی، کشتی نوح وغیرہ)" (تبلیغ ہدایت، صفحہ 110)

قرآن وحدیث کے مرتبے کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تیرھویں غلطی لوگوں کو یہ لگی ہوئی تھی کہ وہ سمجھتے تھے قرآن کریم احادیث کے تابع ہے حتّٰی کہ یہاں تک کہتے تھے کہ احادیث قرآن کی آیات کو منسوخ کرسکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غلطی کو اس طرح دور کیا کہ آپؑ نے فرمایا قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث اسکے تابع ہیں۔ ہم صرف وہی حدیث مانیں گے جو قرآن کریم کے مطابق ہوگی، ورنہ ردّ کردیں گے۔ اسی طرح وہ حدیث جو قانون قدرت کے مطابق ہو وہ قابلِ تسلیم ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اور اُس کا فعل مخالف نہیں ہوسکتے۔" (حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 159)

ناسخ منسوخ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "دوسرا خیال مسلمانوں میں یہ پیدا ہوگیا تھا کہ قرآن کا ایک حصّہ منسوخ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا جواب نہایت لطیف پیرایہ میں دیا اور وہ اس طرح کہ جن آیات کو لوگ منسوخ قرار دیتے تھے ان میں سے ایسے ایسے معارف بیان فرمائے جن کو سُن کر دشمن بھی حیران ہوگئے اور آپؑ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ایک آیت بھی قرآن کریم کی ایسی نہیں جسکی ضرورت ثابت نہ کی جاسکے۔ اور اب وہی غیر احمدی جو بعض آیات کو منسوخ کہتے تھے دشمنان اسلام کے سامنے انہیں آیات کو پیش کرکے اسلام کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون: 7) کی آیت جسے منسوخ کہا جاتا تھا اب اسی کو مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔" (حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 147)

مزید فرماتے ہیں کہ "قرآن کریم کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہے۔ پہلے لوگوں کو جو آیت سمجھ نہ آتی تھی اس کے متعلق کہہ دیتے کہ وہ منسوخ ہے اور اس طرح انہوں نے قرآن کریم کا بہت بڑا حصہ منسوخ قرار دے دیا۔ ان کی مثال ایسی ہی تھی جیسے کہتے ہیں کسی شخص کو خیال تھا کہ وہ بڑا بہادر ہے۔ اُس زمانہ میں بہادر لوگ اپنا کوئی نشان قرار دے کر اپنے جسم پر گُدواتے تھے۔ اس نے اپنا نشان شیر قرار دیا اور اسے بازو پر گدوانا چاہا۔ وہ گودنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میرے بازو پر شیر کا نشان گود دو۔ جب وہ گودنے لگا اور سوئی چھوئی تو اسے درد ہوئی اور اس نے پوچھا کیا چیز گودنے لگے ہو۔ گودنے والے نے کہا شیر کا کان بنانے لگا ہوں۔ اس نے کہا اگر کان نہ ہو تو کیا اسکے بغیر شیر شیر نہیں رہتا؟ گودنے والے نے کہا کہ نہیں پھر بھی شیر ہی رہتا ہے۔ اس نے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے
وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے
تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت حرام کر دے گا۔ (مسلم، کتاب الایمان)

طالب دعا: اے شمس العالم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ میلاپالم، تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب نماز کا وقت ہو جائے تو دیر نہ کرو اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو یا
عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔
(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ)

طالب دعا: نصیر احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

کہا اچھا تب کان کو چھوڑ دو۔ اسے بھی پہلے بہانہ سے چھڑا دیا۔ اسی طرح جو حصہ وہ گودنے لگتا وہی چھڑا دیتا۔ آخر گودنے والے نے کہا کہ اب تم گھر جاؤ۔ ایک ایک کر کے سب حصے ہی ختم ہو گئے ہیں۔ یہی حال قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ ماننے والوں کا تھا۔ گیارہ سو آیات انہوں نے منسوخ قرار دے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ قرآن کریم کا ایک لفظ بھی منسوخ نہیں ہے۔ اور جن آیات کو منسوخ کہا جاتا تھا ان کے نہایت لطیف معانی اور مطالب بیان فرمائے۔'' (حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 158 تا 159)

ناسخ و منسوخ کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن حق و باطل میں فرق کرنے کیلئے آیا ہے پھر اگر وہ معیار نہیں تو اور کیا ہے؟ بلاشبہ قرآن کریم تمام صداقتوں پر حاوی ہے اور تمام علوم میں جہاں تک صحت سے ان کو تعلق ہے قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ عظمتیں اور وہ کمالات جو قرآن میں ہیں مطہرین پر کھلتے ہیں۔ جن کو وحی الٰہی سے مشرف کیا جاتا ہے اور ہر ایک شخص تب مومن بنتا ہے کہ جب سچے دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ درحقیقت قرآن کریم احادیث کیلئے جو راویوں کے دخل سے جمع کی گئی ہیں معیار ہے۔ گو اس معیار کے تمام استعمال پر عوام کو فہمی قدرت حاصل نہیں صرف اخص لوگوں کو حاصل ہے لیکن قدرت کا حاصل نہ ہونا اور چیز ہے اور ایک چیز کا ایک چیز کیلئے واقعی طور پر معیار ہونا یہ اور امر ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جو صفات اللہ جل شانہ نے قرآن کریم کیلئے آپ بیان فرمائی ہیں کیا ان پر ایمان لانا فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس سبحانہ نے قرآن کریم کا نام عام طور پر قول فصل اور فرقان اور میزان اور امام اور حکم اور نور نہیں رکھا؟ اور کیا اس کو جمیع اختلافات کے دور کرنے کا آلہ نہیں ٹھہرایا؟ اور کیا یہ نہیں فرمایا کہ اُس میں ہر ایک چیز کی تفصیل ہے؟ اور ہر یک امر کا بیان ہے اور کیا یہ نہیں لکھا کہ اُسکے فیصلہ کے مخالف کوئی حدیث ماننے کے لائق نہیں؟ اور اگر یہ سب باتیں سچ ہیں تو کیا مومن کیلئے ضروری نہیں جو ان پر ایمان لاوے اور زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے؟ اور واقعی طور پر اپنا یہ اعتقاد رکھے کہ حقیقت میں قرآن کریم معیار اور حکم اور امام ہے لیکن محجوب لوگ قرآن کریم کے دقیق اشارات اور اسرار کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے اور اس سے مسائل شرعیہ کا استنباط اور استخراج کرنے پر قادر نہیں اس لئے وہ احادیث صحیحہ نبویہ کو اس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ قرآن کریم پر کچھ زواید بیان کرتی ہیں یا بعض احکام میں اُسکی ناسخ ہیں اور نہ زواید بیان کرتی ہیں بلکہ قرآن شریف کے بعض مجمل اشارات کی شارح ہیں قرآن کریم آپ فرماتا ہے مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا یعنی کوئی آیت ہم منسوخ یا منسی نہیں کرتے جس کے عوض دوسری آیت ویسی ہی یا اس سے بہتر نہیں لاتے۔ پس اس آیت میں قرآن کریم نے صاف فرما دیا ہے کہ نسخ آیت کا آیت سے ہی ہوتا ہے اسی وجہ سے وعدہ دیا ہے کہ نسخ کے بعد ضرور آیت منسوخہ کی جگہ آیت نازل ہوتی ہے ہاں علماء نے مسامحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات کی ناسخ ٹھہرایا ہے جیسا کہ حنفی فقہ کے رو سے مشہور حدیث سے آیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ مگر امام شافعی اس بات کا قائل ہے کہ متواتر حدیث سے بھی قرآن کا نسخ جائز نہیں۔ اور بعض محدثین خبر واحد سے بھی نسخ آیت کے قائل ہیں لیکن قائلین نسخ کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر حدیث سے آیت منسوخ ہو جاتی ہے بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ واقعی امر تو یہی ہے کہ قرآن پر نہ زیادت جائز ہے اور نہ نسخ کسی حدیث سے لیکن ہماری نظر قاصر میں جو استخراج مسائل قرآن سے عاجز ہے یہ سب باتیں صورت پذیر معلوم ہوتی ہیں۔ اور حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اُس کی تکذیب لازم آتی ہے۔ نور الانوار جو حنفیوں کے اصول فقہ کی کتاب ہے اس کے صفحہ 91 میں لکھا ہے روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذ الی الیمن قال لہ بما تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال بسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتھد برای فقال الحمد للہ الذی وفق رسولہ بما یرضی بہ رسولہ۔ لا یقال انہ یناقض قول اللہ تعالیٰ مافرطنا فی الکتاب من شی فکل شیء فی القرآن فکیف یقال فان لم تجد فی کتاب اللہ لانا نقول ان عدم الوجدان لا یقضی عدم کونہ فی القرآن ولھذا قال صلی اللہ علیہ وسلم فان لم تجد ولم یقل فان لم یکن فی الکتاب اس عبارت مذکورہ بالا میں اسبات کا اقرار ہے کہ ہر ایک امر دین قرآن میں درج ہے کوئی چیز اس سے باہر نہیں اور اگر تفاسیر کے اقوال جو اس بات کے مؤید ہیں بیان کئے جائیں تو اس کیلئے ایک دفتر چاہئے لہٰذا اصل حق الامر یہی ہے کہ جو چیز قرآن سے باہر یا اسکے مخالف ہے وہ مردود ہے اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسائل قرآن سے مستخرج اور مستنبط کئے گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ استخراج اور استنباط بجز رسول اللہ یا اُسی شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو ہر یک کا کام نہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جن کو ظلی طور پر عنایات الٰہیہ نے وہ علم بخشا ہو جو اسکے رسول متبوع کو بخشا تھا وہ حقائق و معارف دقیقہ قرآن کریم پر مطلع کیا جاتا ہے۔''
(مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 92)

آج ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کی روشنی میں کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا کو بتلائیں کہ ان امور سے الگ رہ کر وہ گھاٹے میں ہی جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو آ کر بنیادی عقائد میں فیصلہ صادر فرمایا ہے اور آپؑ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ آئندہ قیامت تک دوسرے فروعی امور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے محور میں ہی ہمیشہ راہنمائی ملتی رہے گی اور اس طرح یہ امت مرحومہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اور اصل ترقی کی شاہراہ پر آگے قدم بڑھاتی رہے گی واللہ المستعان!

آج جو ہر طرف سے امت مسلمہ غیر کے نرغے میں ہے اور روز افزوں یہ ہر طرف سے اہانت کی شکار ہو رہی ہے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ اس کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور بے شمار فرقے باہم دست و گریبان ہیں جس سے بحیثیت مجموعی اس امت کا تو دن بدن زور ٹوٹ رہا ہے اور غیر اس کا فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ آج تو یہ وقت ہے کہ زمانہ کے اس حکم و عدل کی عدالت سے ہی اپنے امور میں فیصلے طلب کر کے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کی جائے۔

آج فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ختم کر کے ایک لڑی میں پرونے کا وقت ہے اور دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کو احمدیت کے ذریعہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اب بقائے انسانیت صرف اس امر میں پوشیدہ ہے کہ زمانہ کے مامور کی جماعت میں شامل ہوا جائے تبھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفا کرنے والے ہوں گے۔

خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ یہ امت مرحومہ یہود کی طرح اسکے غضب کی مورد بن جائے اسی لئے تو سورۃ فاتحہ کی دعا سکھلائی کہ دعا کرو اور محتاط بھی رہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ آجاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جائے اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے یا ایک وافر حصہ اس کا کھل جائے تو پھر اس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں مثلاً اب جو دن کا وقت ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ

لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے کیونکہ جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں اُن کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور انکی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیوں کر داخل ہوگا وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہوگئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے۔ غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیاء کا شیوہ ہے جس کی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں خدائے تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا وہ جیسا کہ اُس نے فرمادیا ہے اُن ہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قراین مرجحہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام صادق کی راست بازی صادق کی استقامت اور خود صادق کا مونہہ ان کے نزدیک اسکے صدق پر گواہ ہوتا ہے مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دی جاتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 338)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ دنیا چندروزہ ہے اور نہ معلوم کہ کون کب تک زندہ رہے گا آخر ہر ایک کو مرنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس وقت سوائے صحیح عقائد اور صالح اعمال کے اور کچھ کام نہیں آئے گا۔ غریب بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے اور امیر بھی۔ نہ بادشاہ اب تک اس دنیا سے کچھ لے گئے نہ غریب۔ ساتھ جانے والا صرف ایمان ہے یا اعمال صالحہ۔ پس اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائیے تا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امن دیا جائے اور اسلام کی آواز کو قبول کیجئے تا سلامتی سے آپ کو حصہ ملے۔“ (انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 595 تا 596، دعوۃ الامیر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ساری زندگی اسلامی عقائد کو ان کے اصل اور صحیح رنگ میں پیش فرمایا اور اپنے دعاوی کو دلائل ساطعہ کے ذریعہ تقویت دی اور ہر امر میں اتمام حجت فرمایا۔ نقل اور عقل کے دریا بہا دیئے اپنی صداقت میں قرآن مجید وحدیث وغیرہ سے ثبوت بہم پہنچائے اور دنیا کو ہمیشہ چیلنج دیا لیکن کوئی مدمقابل آکر تردید نہ کرسکا۔ پھر صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی تائید ونصرت جو ہوئی اور کثرت سے آسمانی نشان ظاہر ہوئے اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بذات خود آپ کی صداقت پر صاد فرمایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ کس قدر سرتوڑ کوششیں ہوئیں کہ آپ اور آپ علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے لیکن ان مخالف حالات کے باوجود یہ سلسلہ پھلتا اور پھولتا گیا اور آج اپنی مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہو کر اپنے کام میں مصروف ہے فالحمد للہ علی ذالک!

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 1

ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نکتہ آوری مشکل ہے اور نکتہ چینی ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی بلکہ ایک غبی محض کرسکتا ہے۔ ہماری طرف سے حمامة البشریٰ اور نور الحق کے بالمقابل رسالہ لکھنے کے لئے اخیر جون 1894ء تک میعاد تھی وہ گزر گئی، مگر کسی مولوی نے بالمقابل رسالہ لکھنے کی غرض سے انعام جمع کرانے کیلئے درخواست نہ بھیجی اور اب وہ وقت جاتا رہا ہاں انہوں نے نکتہ چینی کیلئے جو ہمیشہ نالائق اور حاسد طبع لوگوں کا شیوہ ہے بہت ہاتھ پیر مارے اور بعض خوش فہم آدمی چند سہو کاتب یا کوئی اتفاقی غلطی نکال کر انعام کے امیدوار ہوئے اور ذرہ آنکھ کھول کر یہ بھی نہ دیکھا کہ فی غلطی انعام دینے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایسا شخص اوّل بالمقابل رسالہ لکھے ورنہ حاسد نکتہ چین جو اپنا ذاتی سرمایہ علمی کچھ بھی نہیں رکھتے دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہیں کس کس کو انعام دیا جائے۔ چاہئے کہ اوّل مثلاً اس رسالہ سر الخلافہ کے مقابل پر رسالہ لکھیں اور پھر اگر ان کا رسالہ غلطیوں سے خالی نکلا اور ہمارے رسالہ کا بلاغت فصاحت میں ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم سے علاوہ انعام بالمقابل رسالہ کے فی غلطی دو روپیہ بھی لیں جس کے لئے ہم وعدہ کر چکے ہیں ورنہ یونہی نکتہ چینی کرنا حیا سے بعید ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ (ایضاً صفحہ 316)

اب ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض وہ ارشادات پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ شیخ محمد حسین بٹالوی فی الحقیقت عربی کا کوئی گہرا علم نہیں رکھتے تھے۔ نہ کبھی انہوں نے عربی میں کوئی نظم کہی اور نہ کوئی کتاب لکھی۔ نہ ہی وہ کوئی فارسی کے عالم تھے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

شیخ بٹالوی صاحب نے اپنی دانست میں ہماری کتاب تبلیغ☆ کی کچھ غلطیاں نکالی ہیں اور ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ تعصب کے جوش سے یا نادانی کی وجہ سے صحیح اور باقاعدہ ترکیبوں اور لفظوں کو بھی غلطی میں داخل کر دیا۔ اگر اس امر کے لئے کوئی خاص مجلس مقرر ہوتو ہم ان کو سمجھاویں کہ ایسی شتاب کاری سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔ یہ علم اور نام مولوی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ غلطیاں جو انہوں نے بڑی جانکاہی سے نکالی ہیں اگر وہ تمام اکٹھی کر کے لکھی جائیں تو دو یا ڈیڑھ سطر کے قریب ہوں گی اور ان میں اکثر تو سہو کاتب ہیں اور تین ایسی غلطیاں جو بوجہ نہ میسر آنے نظر ثانی یا طفرہ نظر کے رہ گئی ہیں اور باقی شیخ صاحب کی اپنی عقل کی کوتاہی اور سمجھ کا گھاٹا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے کبھی لسان عرب کی طرف توجہ نہیں کی۔ بہتر تھا کہ چپ رہتے اور اور بھی اپنی پردہ دری نہ کراتے۔ ہمیں شوق ہی رہا کہ شیخ صاحب ہماری کتابوں کے مقابل پر کوئی فصیح بلیغ رسالہ نظم اور نثر میں نکالیں اور ہم سے انعام لیں اور ہم سے اقرار کرالیں کہ در حقیقت وہ مولوی اور عربی دان ہیں۔

(سرّ الخلافہ رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415)

آپؑ نے فرمایا: اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ شیخ بٹالوی نے جس قدر اس عاجز کی بعض عربی عبارات سے غلطیاں نکالی ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا تو بس یہی کہ اب اس شیخ کی خیرگی اور بے حیائی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ صحیح اسکی نظر میں غلط اور فصیح اس کی نظر میں غیر فصیح دکھائی دیتا ہے اور معلوم نہیں کہ یہ نادان شیخ کہاں تک اپنی پردہ دری کرانا چاہتا ہے اور کیا کیا ذلتیں اسکے نصیب ہیں بعض اہل علم ادیب اس کی یہ باتیں سن کر اور اس کی اس قسم کی نکتہ چینیوں پر اطلاع پا کر اس پر روتے ہیں کہ یہ شخص کیوں اس قدر جہل مرکب کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

(کرامات الصادقین رُوحانی خزائن جلد 7 صفحہ 63)

”میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ شیخ بٹالوی علم عربیت سے بکلی بے نصیب ہے غلطیوں کا نکالنا اُن لوگوں کا کام ہوتا ہے جو کلام جدید اور قدیم عرب پر نظر محیط رکھتے ہوں اور محاورہ اور عدم محاورہ پر انکو اطلاع ہو اور ہزار ہا اشعار عرب کے انکی نگاہ کے سامنے ہوں اور تتبع اور استقراء کا ملکہ ان کو حاصل ہو مگر یہ بیچارہ شیخ جس نے اُردو نویسی میں ریش سفید کی ہے علم ادب اور بلاغت فصاحت کو کیا جانے۔ کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ کوئی دو چار سو شعر عربی میں اس بزرگ نے نظم کر کے شائع کئے ہوں اور مجھے تو ہرگز ہرگز اس قدر بھی امید نہیں کہ ایک شعر بلیغ وفصیح بھی بنا سکتا ہو یا ایک سطر لوازم بلاغت وفصاحت کیساتھ عربی میں لکھ سکتا ہو ہاں اُردو خوان ضرور ہے۔“ (ایضاً صفحہ 64)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج ہم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

☆ تبلیغ سے مُراد آئینہ کمالات اسلام (رُوحانی خزائن جلد 5) کا عربی حصہ ہے۔

مسجد فضل (لندن، یو۔کے)

مسجد مبارک (اسلام آباد، یو۔کے)

مسجد اقصیٰ (ربوہ، پاکستان)

مسجد نصرت جہاں (کوپن ہیگن، ڈنمارک)

مسجد بیت الاحد (نگویا، جاپان)

مسجد مسرور (ورجینیا، امریکہ)

مسجد بیت الحمید (فلڈا، جرمنی)
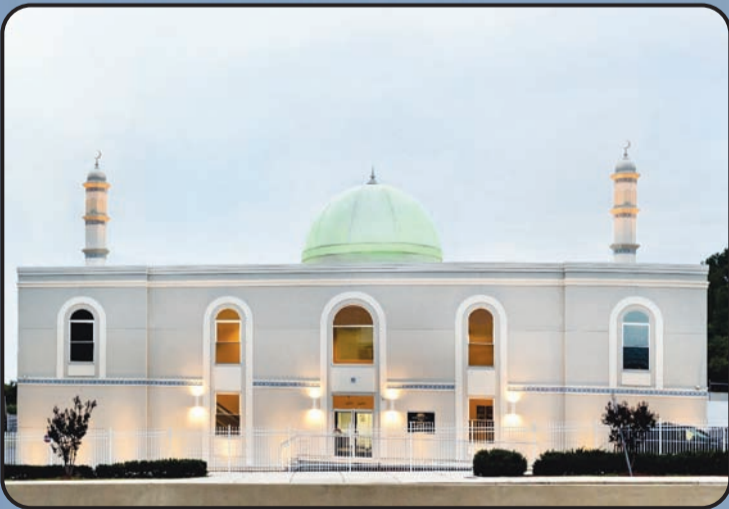
مسجد بیت الصمد (بالٹی مور، امریکہ)

جماعت احمدیہ عالمگیر آج دنیا کے 213 ممالک میں قائم ہو چکی ہے الحمدللہ، دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر ہونے والی چند مساجد کی خوبصورت تصاویر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile : +91 82830 58886
E-mail : badrqadian@rediffmail.com
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 70 Thursday 11 - March - 2021 Issue. 10

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs.700/-
By Air : 50 Pounds or
: 80 U.S $ or
: 60 Euro

حدیث میں ذکر ہے کہ مسیح موعود کا نزول منارہ کے پاس دمشق کے مشرق کی طرف ہوگا

دوستو! یہ منارہ اس لیے طیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار رہو

یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے:

’’اے دوستو! یہ منارہ اس لیے طیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار رہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اُس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے، اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اوّل دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دُنیا میں قائم کرے۔ پس اس ایما کے لیے بیان کیا گیا کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا، دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے، جو لاہور اس سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے وہ دمشق سے ٹھیک ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے۔ ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اس میں حکمت کیا ہے کہ یہ لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا ...... اب ہمارے مخالف گو اس دمشقی حدیث کو بار بار پڑھتے ہیں ...... انہوں نے محض ایک کہانی کی طرح اس حدیث کو سمجھ لیا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ کہانی نہیں ہے اور خدا تعالیٰ لغو کاموں سے پاک ہے بلکہ اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اوّل دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا، ایک عظیم الشان راز ہے اور وہ وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر چکے ہیں یعنی یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی ...... یہ شرک عظیم کا کھیت اوّل دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اور جگہوں میں پھیلتی گئی۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اوّل دمشق میں ہی رکھا گیا اس لیے خدا نے اس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرت خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کرے گی، پھر دمشق کا ذکر فرمایا اور کہا کہ مسیح کا منارہ یعنی اس کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے۔ اس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ منارہ دمشق کی ایک جُز ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود کا نور آفتاب کی طرح دمشق کے مشرقی جانب سے طلوع کر کے مغربی تاریکی کو دور کرے گا۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے قریب اس کا نزول ہے دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا اور دمشقی تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا اور اس طرح پر آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آفتاب کی طرح جو مشرق سے نکلتا ہے ظہور فرمائے گا اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی طرف واقع ہے دن بدن پژمردہ ہوتا جائے گا کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں سے اقبال کی نشانی قرار دی گئی ہے اور مغرب کی طرف جانا اِدبار کی نشانی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 287 تا 294)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India Editor:Mansoor Ahmad

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔نگران بدر بورڈ قادیان